بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بھولی بِسری چند اُمیدیں

ارشادات

عاشقِ رسُول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدّی،
فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محُمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری
المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
ملنے کا پتہ:
۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی،
بلاک ۷/۸، کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بھولی بسری چند اُمیدیں

ارشادات

عاشقِ رسولؐ، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی،
فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری
المعروف **افضل سرکار** رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز:
حلقۂ چشتیہ صابریہ عارفیہ
ملنے کا پتہ:
۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی،
بلاک ۷/۸-کراچی

Marfat.com

۲۹۷۶۴۲
پ 314
69724

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

قُلْ
يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝
وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝
وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝

قُلْ
اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ
شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝
وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ
فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ
حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

قُلْ
هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝
وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

قُلْ
اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝
مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۝
الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ
فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

مرکزِ تجلّیات

قطب العالم، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، فقیرِ بے مثال
فقیرِ بے بدل، فقیرِ محمّدی، فقیر فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل (علیگ)

قادری، چشتی (صابری، نظامی) قلندری رحمتہ اللہ علیہ
تمغۂ قائداعظم، ڈپٹی سیکریٹری (ریٹائرڈ) حکومتِ پاکستان

المعروف افضل سرکار

سالِ وصال
بحرِ کرم
شاہ محمّد افضل
۱۹۹۷ء
۲۷ دسمبر

نورِ ایمان جنابِ افضلؒ ہیں — فضلِ رحماں جنابِ افضلؒ ہیں
باعثِ شرف یہ غلامی ہے — شاہِ شاہاں جنابِ افضلؒ ہیں
اِک نظر سے وَلی بناتے ہیں — قطبِ دوراں جنابِ افضلؒ ہیں
خود ہی پتھر کو کر دیا پارس — خود ہی نازاں جنابِ افضلؒ ہیں
سب حضوری میں دست بستہ ہیں — پیرِ پیراں جنابِ افضلؒ ہیں
دل قدم بوس ہے عقیدت سے — قربِ یزداں جنابِ افضلؒ ہیں
جن کی تقریر ساری نوری ہے — وہ سخنداں جنابِ افضلؒ ہیں
ذکر کا، وَجد و مستی کا — سازوساماں جنابِ افضلؒ ہیں
بقعۂ نورِ تن کے رہتے ہیں — حُسن ساماں جنابِ افضلؒ ہیں
انکے دامن میں دولتِ دیں ہے — پاک داماں جنابِ افضلؒ ہیں
منقبت گو علیمؔ عاجز ہے — فیض باراں جنابِ افضلؒ ہیں

محبِّ جہاں
شاہ محمّد افضل
۱۴۱۸ھ
۲۷ شعبان

Marfat.com

عاشقِ رسولؐ، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدیؐ، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

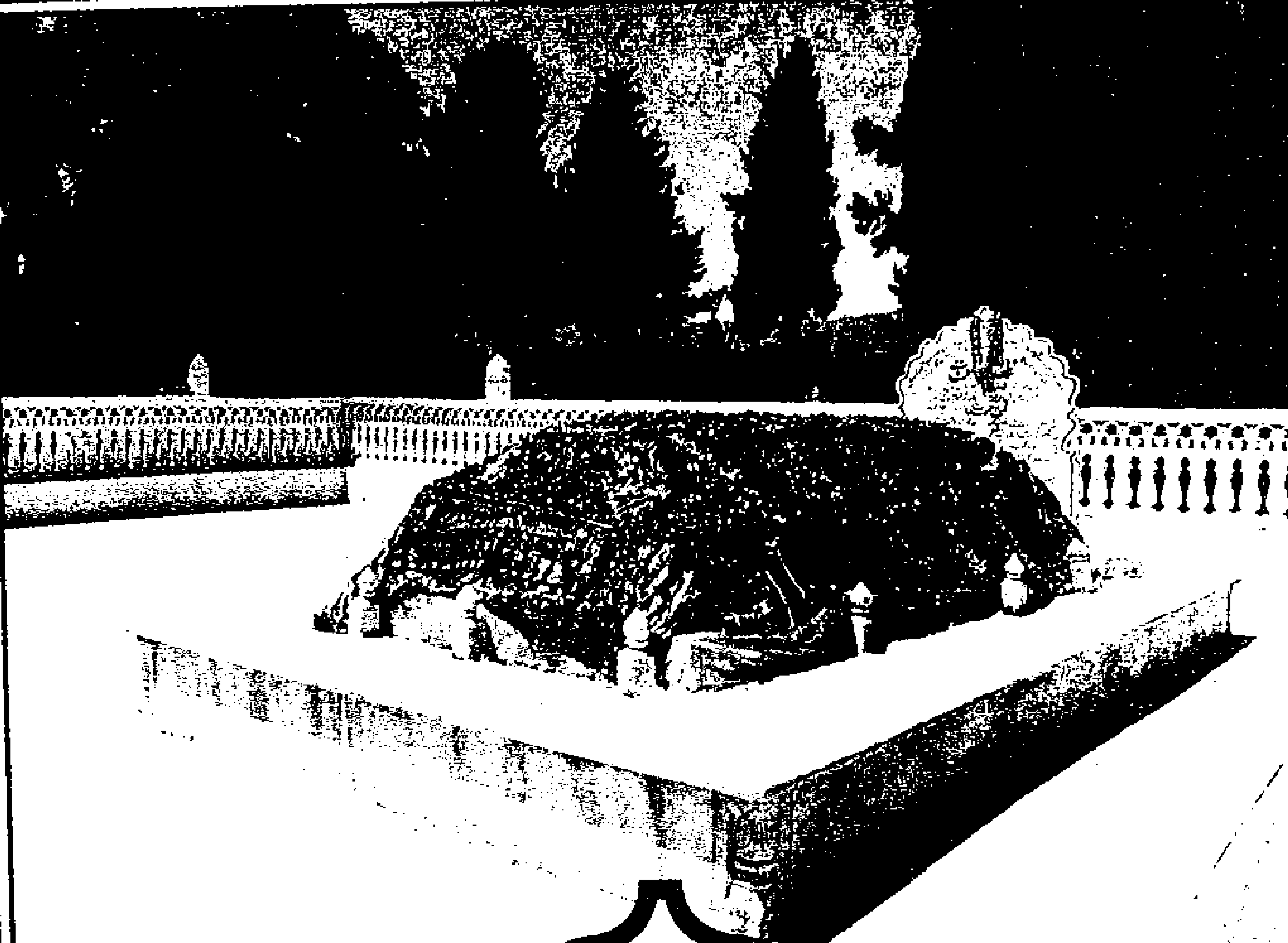

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزارِ مبارک

عارف باللہ مجدد زمانہ سرچشمہ سلسلہ عالیہ شیخ طریقت الحاج حضرت قبلہ خواجہ شاہ محمد عارف قادری چشتی صابری نظامی القوی

جانشین قطب الاقطاب حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمان قادری چشتی صابری قدوسی

قطعۂ تاریخِ وفات

عارفِ سرِّ الٰہی قطبِ عالی مرتبت — لولوئے لالائے از دریائے رحمٰن وخدا

فکرِ تاریخِ وصالش شد نیازی چوں مرا — ہاتفِ غیبی بگفتا غین و شین صاد دبا

۱۳۹۲ ہجری

گلہائے عقیدت

سایۂ خُلق و مروّت ہیں حضور — آیۂ مِہر و محبت ہیں حضور

پیشوائے سالکانِ عاشقی — قدوۂ اہلِ طریقت ہیں حضور

دم بدم سوز و گدازِ ذکر و فکر — کشتۂ عشقِ رسالت ہیں حضور

آپؒ ہیں ابنِ شہنشاہِ غزنؒ — سلسلہ وارِ ولایت ہیں حضور

مستیٔ سرحلقۂ صاحب دلاں — کیفِ عرفانِ حقیقت ہیں حضور

پتھروں کو موم اکثر کر دیا — رمز آگاہِ کرامت ہیں حضور

آپؒ کا دیدار دل کی زندگی — پیکرِ حُسن و لطافت ہیں حضور

ھیں سخی ابنِ سخی — مخزنِ جود و سخاوت ہیں حضور

بھائی افضلؒ بھی ہیں پرتو آپؒ کا — مرکزِ رُشد و ہدایت ہیں حضور

آپؒ کا صادق نیازی پر کرم

سر بسر لُطف و عنایت ہیں حضور

۶ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ — ۱۲ جنوری ۱۹۷۳ء جمعۃ المبارک

Marfat.com

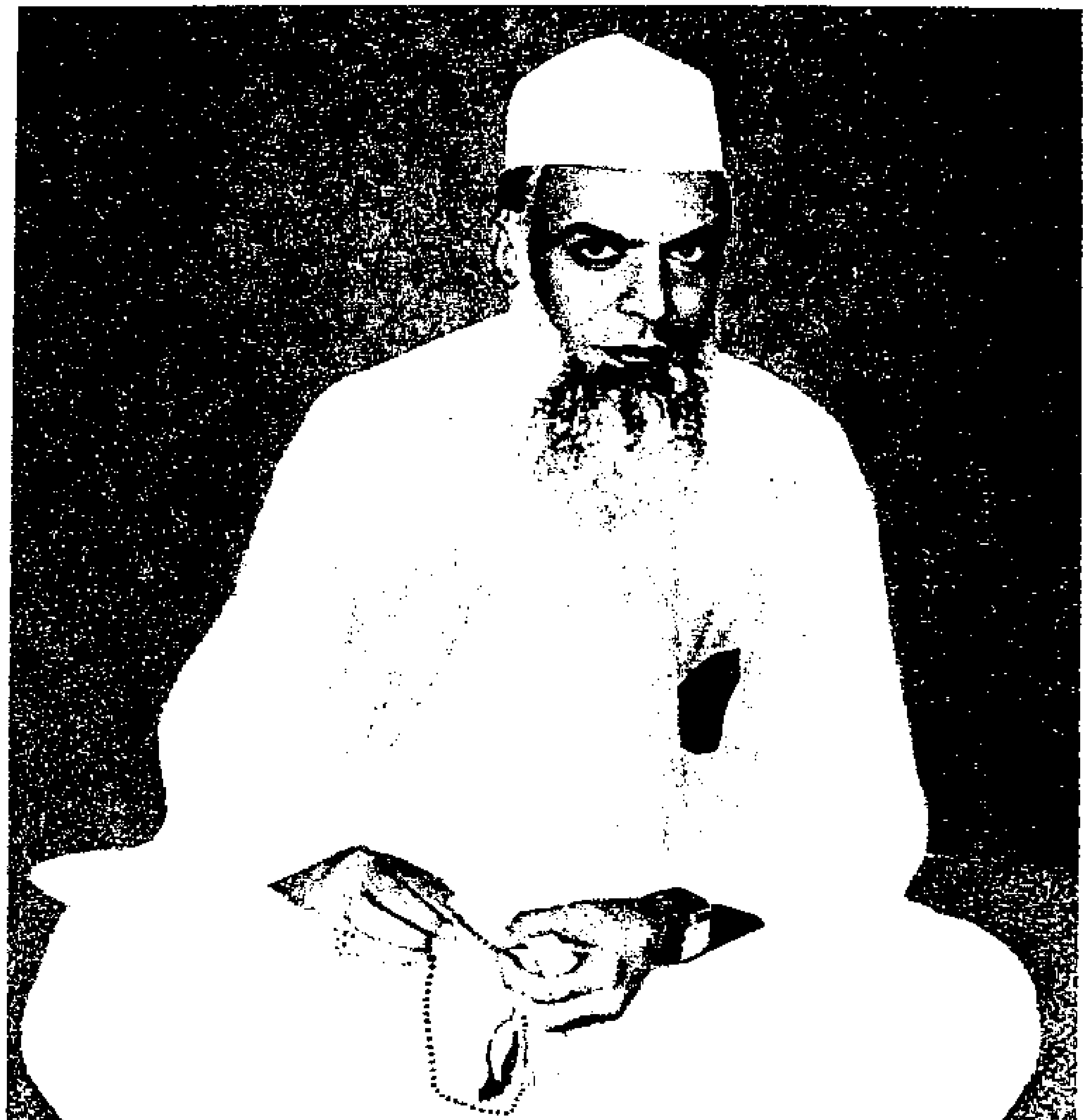

حضور مُرشدِ پاک، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، شہیدِ بحرِ وفا
ریحان القلوب، لسان التصوف، قطب الاقطاب، الحاج

حضرت خواجہ شاہ مُحمّد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حضرت قبلہ شاہ محمد غزن خان قادری سروری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وفات

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ بمطابق ۲۵ مئی ۱۹۷۲ء

وہ حرم آشنا، وہ کرم آشنا۔ وہ بدیع جہاں اب ہے جنت مکاں

فقیر قادری افضل و اکمل — قلبِ اُو روشن از نورِ ازل

زندہ کرد خلقِ نبی مُرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم — ۱۳۹۲ مُحمّد غزن رحمۃ اللہ علیہ صاحب بعمل

گئے خُلد میں جب مُحمّد غزن رحمۃ اللہ علیہ — ملائک نے بڑھ کر کہا مرحبا

یہ کہتی تھیں ارواح ابرار کی ۱۳۹۲ مُحمّد غزن رحمۃ اللہ علیہ اصدق اولیا

شبِ آخر میں جنت مکانی کے لبِ نورانی پر یہ شعر تھا

دل کا حال مت پوچھئے

اِظہارِ موسم کا وقت نہیں

Marfat.com

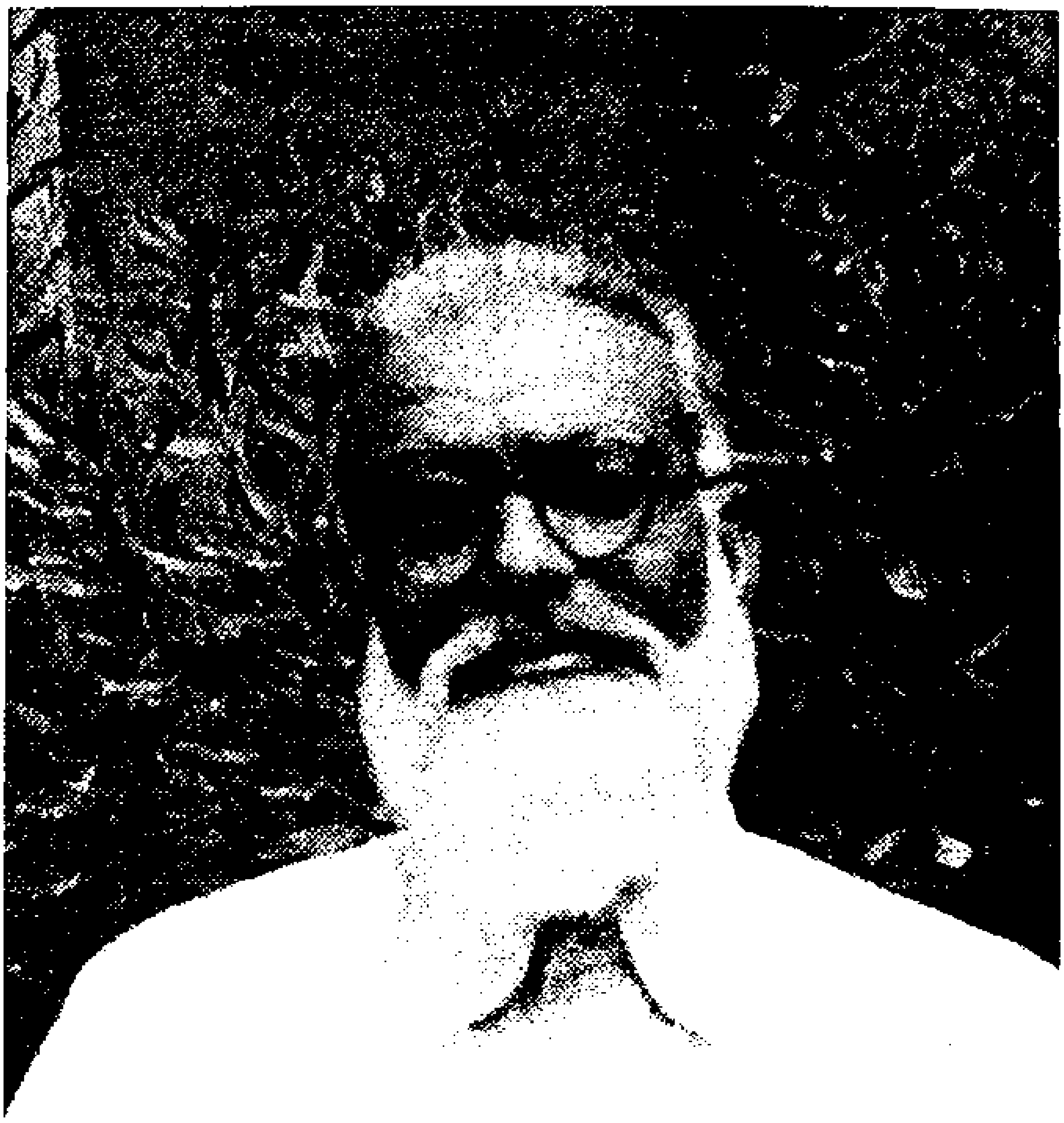

غوث الوقت، قُطب السّالکین، زُبدۃ العالمین

حضرت خواجہ شاہ مُحمّد غزن صاحب

قادری سروری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

خواجۂ خواجگان، قطب العالم، صدر الصّدور

حضرت خواجہ شاہ انعام الرّحمٰن القدّوسی

قادری، چشتی، صابری، نظامی، سہروردی، نقشبندی

سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

(تاریخ وصال ۲۸ر جمادی الاوّل ۱۳۷۲ھ مطابق ۴ر فروری ۱۹۵۴ء)

Marfat.com

فہرست

1 - مناجات ——— 11

2 - اظہارِ تشکّر ——— 13

3 - گذارش ——— 14

4 - تذکرۂ حضور مُرشدِ پاک، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، شہیدِ بحرِ وفا، ریحان القلوب، لِسانِ التصوّف، قطب الاقطاب الحاج حضرت خواجہ شاہ محمد عارف قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

عُرس شریف ۱۹۸۰ء بھکّر ——— 15

ختم شریف ۱۷ دسمبر ۱۹۸۱ء ——— 25

ختم شریف ۵ مارچ ۱۹۸۳ء ——— 34

عُرس شریف ۲۴ اپریل ۱۹۹۷ء ——— 48

5 - تذکرۂ غوث الوقت، قُطب السّالکین، زُبدۃ العالمین حضرت خواجہ شاہ مُحمّد عزن صاحب قادری سروری رحمۃ اللہ علیہ

ختم شریف ——— 88

6 - تذکرۂ خواجۂ خواجگان، قطب العالم، صدر الصّدور، حضرت خواجہ شاہ انعام الرّحمٰن القدّوسی، قادری، چشتی، صابری، نظامی، سہروردی، نقشبندی، سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

سالانہ ختم شریف ۱۷ مارچ ۱۹۸۳ء ——— 98

Marfat.com

نام کتاب ——— بھولی بسری چند اُمیدیں

ترتیب و پیشکش — حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ——— حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
اوّل	۲۰۰۰
دوئم ۲۹۷۶۴۲	۲۰۰۰
سوئم م۴۱۳ب 89726	۴۰۰۰

e.mail: arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، تُو نے ہماری پُکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وآلہٖ وسلّم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تُو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے سلسلۂ چشتیہ صابریہ عارفیہ کے خواجگان حضور مُرشدِ پاک، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، شہیدِ بحرِ وفا، ریحان القلوب، لسان التصوّف، قطب الاقطاب، الحاج حضرت خواجہ شاہ محمّد عارف قادری، چشتی، (صابری، نظامی) رحمتہ اللہ علیہ اور آپکے والد قطب العالم شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، حضرت خواجہ شاہ محمد عزن خان قادری سروری رحمتہ اللہ علیہ اور مُرشدِ پاک کے مُرشدِ پاک، خواجۂ خواجگان، قطب العالم صدرُ الصدُور حضرت خواجہ شاہ انعام الرّحمٰن القدّوسی، قادری، چشتی، (صابری، نظامی) سُہروردی، نقشبندی، سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس شریف کے موقعوں پر اپنے پیارے مُرشد عاشقِ رسُول، حضور شاہِ شاہاں،

Marfat.com

2010 - 5 - 16

خواجۂ خواجگان، قطب العالم، فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ، حضرت خواجہ شاہ مُحمّد افضل قادری، چشتی (صابری، نظامی) قلندری المعروف "افضل سرکار" رحمتہ اللہ علیہ کے وقتاً فوقتاً عطا کئے گئے ارشادات کو "بھُولی بسری چند اُمیدیں" کے عنوان سے یکجا کر کے بطور نذرانۂ عقیدت ایک جلد میں پیش کرنے کی حقیر کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین! جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسَلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کرلے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسَلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسَلّم) اُس سے راضی ہوجائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلائے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے ازراہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

ارشادات حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

عرس شریف ۱۹۸۰ء بھکر

حضور مرشد پاک، صابر ثانی، عارف لاثانی، شہید بحر وفا
ریحان القلوب، لسان التصوف، قطب الاقطاب، الحاج

حضرت خواجہ شاہ محمّد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمْ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ

اما بعد!

عزیزانِ من!

آج ہمارے پیارے مرشد پاک، خواجہ خواجگان، آفتاب طریقت، الحاج حضرت خواجہ شاہ محمد عارف صاحب قادری، چشتی، صابری، نظامی رحمت اللہ علیہ کے عرس مبارک کا دن ہے۔

عزیزانِ من! یہ دن فقراء کے لئے شادی کا دن ہے۔ جس طرح دنیا میں دو دنیاوی دوست ملاقات کے وقت اپنے لبوں پہ

Marfat.com

اور اپنے چہروں پہ خوشی و مسرّت کی لہر دوڑا دیتے ہیں، اسی طرح فقیرِ خانماں برباد کے لئے جب پیغام دوست آتا ہے، جب وصل کا موقع ملتا ہے، تو پھر روح کے مشام معطّل ہوجاتے ہیں۔ ہوائیں عطر بیز ہوجاتی ہیں، فضائیں نور سے معمور ہوجاتی ہیں۔ دوست کا پیغام آتا ہے۔ لبوں میں جنبش ہوتی ہے، قلب میں ایک حرکت ایسی ہوتی ہے کہ جس کی لطافت دیکھنے سے اور مشاہدہ کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ ان فقراء کو نصیب ہوتا ہے جنہوں نے اپنے دل سے حرص و طمع کو اتنا دور کیا کہ بس یہی صدا نکلتی ہے کہ ؎

ہر تمنّا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

عزیزانِ من!

جس ہستی کا آج عرس شریف ہے، میرے پاس الفاظ نہیں اور قوّتِ بیان نہیں کہ میں ان کی شان کے متعلق کچھ کہہ سکوں یا ان کے اوصافِ حمیدہ، ان کے تصوّف، ان کے کشف، ان کی کرامات اور دیگر ایسی ایسی باتیں جو کبھی سننے میں نہ آتی ہوں، ان کو الفاظ کے احاطہ میں لاسکوں۔ مختصراً عرض کروں گا کہ بچپن کے عالم میں جو روحیں ازل سے وعدہ کر آئی ہیں، وہ یہاں کسی بھی ماحول میں ہوں، جب اللہ چاہتے ہیں، تو اک جذبہ حق سے انہیں کھینچ لیتے ہیں۔ یہ اہلِ عطا ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ اور جو خود اللہ کی طرف گامزن ہوتے ہیں وہ اہلِ سلوک ہوتے ہیں۔ ان کو راہیں کھینچتی رہتی ہیں۔ ان کو راہیں دکھائی جاتی ہیں۔ ایک کو جذبہ حق کھینچ کے لے جاتا ہے، ایک کو راہ دکھا کے کھینچ لیا جاتا ہے، ایک اپنی مرضی سے چلتا ہے، ایک کو مرضی کا موقع نہیں دیا جاتا۔

اسی طرح بچپن کے عالم میں جب انہوں نے خواب دیکھا، تو ڈر گئے، سہم گئے۔ قبلہ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے جا کے عرض کیا۔ آپ نے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ تم پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص عنایت ہے اور میرے بیٹے یہ گھبرانے کا موقع نہیں۔ آپ نے عرض کیا کہ میرے قلب کے مقام پر اتنی شدت سے درد ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور اس کے ساتھ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

بات یہ تھی کہ عالم رویا میں آپ کے ساتھ یہ ہوا تھا کہ ایک نورانی صورت آئی اور انہوں نے آپ کا سینہ چیرا اور آپ کے سامنے ہی آپ کا قلب نکال کر صاف کیا۔ دھویا اور دوبارہ رکھا اور آخر میں آپ کے سینے کو سی لیا۔ اسی وجہ سے تین روز تک درد رہا۔ قبلہ والد صاحب نے فرمایا کہ "بیٹا" اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ جب وقت آئے گا تو معلوم ہو جائے گا۔"

سوال یہ ہے کہ یہ کیا ہوا تھا؟

عزیزانِ من!

جب دنیا کی کوئی چیز خریدنے ہو تو اس کے بارے میں تمام تفصیل

Marfat.com

لکھتے ہو کہ چیز ایسی ہو، اتنے حجم کی ہو، اتنی بڑی ہو، اتنی چھوٹی ہو، اتنی گہری ہو۔ اسی طرح اولاد جیسی انمول چیز جب اللہ سے مانگو تو اپنی ضرورت صحیح کر کے مانگو تاکہ وہ باسعادت ہو اور تمہارا بڑھاپا رسوا نہ ہو۔ قبلہ والد صاحب رحمت اللہ علیہ نے ان کی پیدائش سے لے کر جب تک یہ جوان نہیں ہوئے اور خود برسر روزگار نہیں ہوئے، اس وقت تک ہر ماہ اپنی تمام آمدنی کا دسواں حصہ ان کی طرف سے حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ کی نذر کیا کرتے تھے۔ اس طرح قبلہ بھائی جان علیہ رحمت اسی نسبت کی وجہ سے دسوندی بیٹے کہلاتے تھے۔ اور آپ پہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، اور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ خصوصی تھی اور خصوصی حاضریت حاصل تھی۔

آپ رحمت اللہ علیہ کے تصرفات کا یہ عالم تھا کہ آپ توجہ نہ بھی دیتے لیکن جب کوئی آپ کی محفل میں قدم رکھتا تو اس کے قلب پر برکت کے دروازے کھل جاتے، اور جب اِس کی روح و قلب لطیف ہو جاتے تو اس کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہتی کہ میں آپ کے کشف و کرامات دیکھنا یا سننا چاہتا ہوں۔ آپ علم کلام کے بادشاہ تھے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدّنی عطا کیا ہوا تھا۔ بڑے بڑے عالم، بڑے بڑے ذی عقل و ذی ہوش اور نکتہ فہم، بڑے بڑے نکتے لے کر آتے تھے اور آپ

Marfat.com

بڑی لطیف مسکراہٹ کے ساتھ کہتے کہ میں تو اَن پڑھ ہوں، میں تو کچھ نہیں جانتا۔ لیکن جب بیان شروع کرتے تو دفتر کے دفتر ختم ہو جاتے۔ بسا اوقات ایک لفظ کا کئی کئی ماہ تک بیان کیا۔ محبّت پر تو کئی سال تک بیان کیا۔ غرضیکہ ایک لفظ، ایک فقرہ، ایک بات کو ایسے عروج پہ لے جاتے کہ سننے والے دھنگ رہ جاتے۔ اس لئے کہ نوری علم اور نوری عقل کے جلوے ہی نرالے ہیں۔ اس کی بہاریں کچھ اور ہیں۔ جب یہ علم الفاظ کا جامہ پہن کر زبان پر آتا ہے، تو پھر دلوں کی گرہیں کھولتا چلا جاتا ہے۔ روحوں کو گرماتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اہل ظاہر، جو علم کی قید میں ہیں، یہ جو بولتے ہیں، ان کے الفاظ میں وہ چاشنی نہیں۔ ہاں، علم آپ کی جیب میں ضرور آتا ہے، یعنی ایک شخص کے پاس جو کام تھا، وہ اس کو چھوڑ کر دوسرے سے چپک جاتا ہے، چونکہ وہ علم تن پہ جاتا ہے، من تک نہیں جاتا، عقل سے ٹکراتا ہے۔

اور جب علم باعمل ہوتا ہے، تو وہ قلب کو بدلا کرتا ہے۔ روح کو تڑپ مل جاتی ہے۔ آپ کی ہستی جو تھی اور آپ کے کمالات جو تھے، میں تو یہی کہوں گا کہ اولیاء کرام کی جو صفات ہیں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیشتر آپ کو عطا کیں۔ جن کا مشاہدہ روزمرہ ہوتا تھا۔ جیسا کہ پردہ فرمانے سے پہلے ہوتا تھا، اس کے بعد بھی آپ کے روحی بچے جب آپ سے نسبت قائم کرتے تھے، تو ان کے گھروں میں بہار آجاتی تھی۔ خزاں زدہ پتے بھی

Marfat.com

سبز ہو جاتے تھے۔ جن گھروں میں چھینٹرے ہوتے تھے اور بوسیدگی کا یہ عالم کہ ہر طرف ویرانی نظر آتی، وہاں رونق اور چہل پہل ہو جاتی۔ بس ایک قدم گزرنے کی دیر ہوتی، یا ایک لقمہ مُنہ میں رکھا اور مسکرا کے فرمایا کہ "اللہ تبارک و تعالیٰ فضل کرے گا"۔ تو پھر اس گھر کا کنواں خشک نہیں ہوتا۔

آپ کی جمالیات اور اخلاقِ محمدیؐ کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کبھی کسی کو بَددُعا نہ دی۔ یاد رکھو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ میں منافقین اور مخالفین جو تھے، ان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بَددُعا نہ فرمائی کیونکہ آپ رحمت اللعٰلمین تھے۔ اسی لئے جو فقیر محمدی ہوتا ہے اور جس کو اخلاقِ محمدیؐ عطا ہو وہ کبھی بَددُعا نہیں دے سکتا۔ آپ نے ظلم سہے، ستم سہے۔ یہ ضرور کہا اللہ تعالیٰ سے ؎

اذیت، مصیبت، ملامت، بلائیں
تیرے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

لیکن شکوہ کسی سے نہیں کیا۔ یہ سب کچھ برداشت کیا۔ یہ جانتے ہوئے کہ یہ شخص میرے لئے کیا کر رہا ہے لیکن جب بھی وہ آیا اسے خوش آمدید کہا۔

وہ وقت جو اولیاء کرام پر آتا ہے، جب وہ وقت آپ کے لئے آیا، تو بڑی شان کے ساتھ دوست دوست سے جا ملا۔ یہ ۶ ذی الحجہ اور انگریزی تاریخ ۱۲ جنوری تھی۔ جب فجر کی اذان ہو رہی تھی تو اس سے قبل ایک جذب

Marfat.com

طاری ہوا اور جب جذب طاری ہوا تو ساتھ ذکر جہر شروع ہوا۔ بس وہ ذکر کیا تھا۔ مؤذن نے جب کہا "اشھد ان لا الہ الا اللہ" تو آپ کی زبان پر اللہ اللہ جاری تھا۔ آپ کئی دن سے سو نہیں سکے تھے کیوں کہ آپ کو دل کا عارضہ تھا، تو جس طرح میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں، آپ کئی برس اسی طرح دن رات بیٹھے رہتے تھے، آگے تکیے رکھ کر۔ بس یونہی رات میں پندرہ بیس منٹ آرام کرتے تھے۔

میں جب معالج اسپیشلسٹ کے پاس لے کر گیا تو اس اسپیشلسٹ نے باہر نکل کر کہا کہ حیرانگی کی بات ہے۔ ہمارے طب کے حساب سے اس آدمی کو بے ہوش ہونا چاہیے، یا چند گھنٹوں کے اندر اس دار فانی سے کوچ کر جانا چاہیے۔" میں نے کہا کہ کئی برس اسی حالت میں گزر گئے۔ کہنے لگے کہ یہ تو کوئی سپر نیچرل پاور انسان ہیں کہ اتنی شگفتگی کے ساتھ بیٹھے ہیں، اتنی شگفتگی سے بات کرتے ہیں حالانکہ اتنی تکلیف میں ہیں۔ ان کو "تو کوما" میں ہونا چاہیے۔ لیکن جس جمالی کیفیت کے ساتھ یہ بولتے ہیں، یہ عام تو کیا، یہ تو خاص انسان کے بھی بس سے باہر ہے۔

تو چنانچہ مؤذن نے جب اذان دی اور "اشھد ان لا الہ الا اللہ" کہا، تو بڑے سکون کے ساتھ، ایک ہلکی سی مسکراہٹ تھی لبوں پر اور واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ہ
پنڈی کے ایک تاجر ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے آسودگی دی ہوئی ہے۔

Marfat.com

میں نے جب ان کو کہا کہ اسلام آباد کی جامع مسجد سے چارپائی (جنازہ) لائیں۔ تو یہ دیکھ کر میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ وہ چارپائی اپنی پیٹھ پر لادے چلے آ رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ یہ کیا کیا آپ نے ، آپ ٹیکسی کرتے، گاڑی میں لے آتے"۔ کہنے لگے "یہ فقیر کے لئے ہے۔ اس کو دنیا دیکھے"۔

یہی صاحب جب میرے ساتھ قبرستان پہنچے، تو لحد مبارک کھودی جا رہی تھی۔ یہ مجھے کہنے لگے کہ" افضل صاحب، آسمان کی طرف دیکھئے"۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے جذبات کو بیان کرنے سے قاصر رہتا ہوں۔ میں خاموش تھا، میری آنکھیں پرنم تھیں۔ میں نے پوچھا" کیا چیز ہے؟" اس نے کہا" "آپ آنکھیں اٹھا کر آسمان کی طرف تو دیکھیں"۔ جب تیسری بار کہا تو میں نے دیکھا کہ ایک نور ہے، نور کا ہالہ ہے جو سیدھا اس لحد کے اندر آ رہا ہے۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ شخص جو کہ صوفی نہیں ہے، اہلِ ظاہر ہے۔ اللہ تبارک تعالےٰ نے اس کی آنکھ کو بھی دکھا دیا۔ کہنے لگے "بس میں یہی آپ کو دکھانا چاہتا تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟"

یہ وہ ہی جگہ تھی کہ جب والد صاحب رحمت اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تو آپ یہاں پہنچے تھے اور کہا تھا کہ "کیا یہ جگہ نہیں مل سکتی ہے؟" مریدوں نے کہا تھا کہ" یہ مشکل ہے کیوں کہ قانون ایسے ہیں"؟ آپ نے فرمایا تھا" میں کیا کہوں کہ میرا سر میرے والد کے قدموں میں رہے"۔ مریدوں نے کہا: "یہ ممکن نہیں"،

87724

Marfat.com

لیکن ٹھیک چھ ماہ بعد جب آپ نے وصال فرمایا تو ٹھیک اسی جگہ پہ آ کے آپ آسودۂ خاک ہوئے۔ اگر یہاں سے کوئی خط کھینچے تو جہاں قبلہ والد صاحب کے پاؤں مبارک ہیں، دوسری طرف وہیں آپ کا سر مبارک ہے۔

عزیزانِ من! بزرگوں کی کہی ہوئی جو بات ہوتی ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتی ہے۔

اس جگہ جہاں آج اسلام آباد ہے، وہاں سے کئی برس ہوئے جب آپ اپنے حواریوں اور مریدین کے ساتھ، حضرت برّی امام رحمت اللہ کے مزار پر حاضری دینے جا رہے تھے تو یہ ایک ویران جنگل تھا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا "یہاں بڑے قمقمے ہوں گے، بڑی روشنیاں ہوں گی۔ یہ خطہ بڑی بہار والا خطہ ہوگا۔" یہ سن کر سب حیران ہوئے کہ حضور یہ خطہ!" فرمایا، ہاں، یہاں بڑی بہار ہوگی، بڑی رونق ہوگی۔

بہر حال، اللہ تبارک تعالےٰ نے آپ پہ اپنا کرم فرمایا، اور اپنی بارگاہ میں عزت سے بلایا۔ میں حسبِ معمول یہ شعر پڑھ کر ختم کرتا ہوں کہ ؎

بھولی بسری چند امیدیں، چند فسانے یاد آئے
تم یاد آئے، تمہارے ساتھ گزرے زمانے یاد آئے

اللہ تعالیٰ یہ محفل قبول فرمائے۔ حضرت خواجہ شاہ محمد عارف

Marfat.com

رحمت اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے۔ قبلہ والد صاحب، ہمارے قبلگان و خواجگان رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ہم سب کے لئے نجات کا باعث بنیں۔

عزیزانِ من!

یہ کرم کی گھڑیاں ہیں۔ اپنی اپنی حاجتیں اور اپنے مسئلے دل میں رکھو۔ اللہ فضل فرمائے گا۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ شنوائی نہیں ہو رہی ہے، کرم کی گھڑی میں سب پہ کرم کی بارش ہو گی۔

ان شاء اللہ

Marfat.com

ارشادات حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

ختم شریف ۱۷ دسمبر ۱۹۸۱ء

حضور مرشدِ پاک، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، شہیدِ بحرِ وفا
ریحان القلوب، لسان التصوّف، قطب الاقطاب، الحاج

حضرت خواجہ شاہ محمّد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم   اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

امّا بعد!

عزیزانِ من! تمام تعریفیں اُس ذاتِ پاک کے لئے ہیں جس کی رحمت گنہگار بندوں کو ہر وقت تلاش کرتی ہے، جس کے دروازے گنہگاروں کی مانگ کے لئے ہر وقت کھلے ہیں اور جو اُس کے دروازے پر نہ جائے اور نہ مانگے اُسے وہ برداشت نہیں۔ اور جو بھی اُس کی رحمت کا اُمیدوار ہے وہ نورِ ایمان کے موتیوں سے جھولی بھر کر اُس کے دربار سے جاتا ہے۔

درودِ لامحدود حضور نبیٔ کریم تاجدارِ مدینہ، شفیع المذنبین، رحمت اللعالمین، سیّد الاوّلین والآخرین، فخرِ موجودات وکائنات، حضور احمد مجتبیٰ،

Marfat.com

محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم پر، جنھوں نے اپنی اُمّت کے لئے اتنے دُکھ اٹھائے اور وصلِ حق، وصلِ دوست کے وقت بھی زبان پہ جو جُنبش تھی اُس پہ لفظ اُمّتی اُمّتی اُمّتی تھے۔ جو ہم بیکسوں کی روزِ محشر، جبکہ نفسا نفسی کا عالم ہوگا، برملا شفاعت کریں گے اور ربِ کریم اپنے محبوب کو اُس دن راضی کر کے ہم گنہگاروں کا بیڑا پار کر دیں گے۔

سلام ہو اللہ کے اُن پیاروں پر جنھوں نے اس دُنیائے کثیف میں آ کر، اس کی رغبتوں اور غفلتوں میں پھنس کر، دولت کے جال میں پھنس کر، ہوا و حرص کے شکار ہو کر، اپنے رب سے جو دُور بندے تھے، اُن کو اپنے خالق سے ملایا۔ جن کا چشمۂ رحمت ازل سے جاری ہوا۔

جب دوست نے دوست سے وعدہ کیا اور دوست اپنے سینہ میں راز لے کر اس دنیا میں مقید ہوا، تاکہ اللہ کی مخلوق، جو اُس کا کنبہ و قبیلہ ہے، اُس کی خدمت کر سکے اور جس کی جو طلب ہے اس کے مطابق اس کی رہبری کر سکے۔ اُس کی ہمت اور استطاعت کے مطابق اسے دے سکے۔ جن کے ڈنکے بج رہے تھے، بج رہے ہیں اور انشاءاللہ حشر تک بجتے رہیں گے۔ یہ وہ مخلوق ہے عزیزانِ من جس کو کوئی استحکام نہیں جن کو کوئی پہچان نہیں سکتا۔

امّا بعد!

میرے عزیز دوستو! انسان اپنی کوشش سے، ریاضت سے، محنت سے، مجاہدے سے ایک نُور حاصل کر سکتا ہے، ایک روشنی حاصل کر سکتا ہے۔ لطائف کی بیداری حاصل کر سکتا ہے۔ درجے حاصل کر سکتا

Marfat.com

ہے مگر وہ اہلِ نظر اہلِ درجات تو ہو سکتا ہے، اہلِ ذات نہیں ہو سکتا۔

اہلِ ذات وہ مست والست مخلوق ہے جنھوں نے روزِ ازل جب ربِ کریم کی صدا سُنی یعنی اُس نے جب کہا "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" تو انھوں نے "قَالُوْا بَلٰى" کہہ کے ہوش میں آنے سے انکار کر دیا یعنی اس کے بعد جو چیز ہے وہ غیر حق ہے، اُس کے سُننے سے انکار کر دیا۔ اور ربِّ کریم نے فرمایا۔ "میرے بندو، میرے دوستو! تمھیں دُنیا میں جانا ہے اور میں نے تم سے بڑا کام لینا ہے۔

یہ وہ سینے ہیں جو گنجینۂ اسرار کہلاتے ہیں۔ اہلِ شریعت علم حاصل کرتے ہیں لیکن علم کے مغز کو حاصل کرنے کے لئے اُن کو اہلِ طریقت کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنے کا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ جب تک شریعت ایک خول ہے، تو یہ جس کے پاس ہے، اس کو بھی کوئی نفع نہیں اور جس کو وہ دکھاتا ہے اس کو بھی نفع نہیں اور جب خول میں سے گری نکلتی ہے، خود بھی کھاتا ہے دوسروں کو کھلاتا ہے۔ خود بھی قوت حاصل کرتا ہے دوسروں کو بھی قوت عطا کرتا ہے۔

عزیزانِ من! یاد رکھو، جس راہ کی میں اب بات کر رہا ہوں، اُس راہ میں مرد اور عورت کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اگر ایک عورت اللہ کی راہ میں چل کر عاشق بن گئی تو وہ مذکر ہے، حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جو دنیا کا طالب ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں اور جو جنت کا طالب ہے وہ بھی آپ جانتے ہیں اور جو اللہ کا طالب ہے، اسے مرد یا عورت نہیں کہا گیا، مذکر کہا گیا۔ اس صیغہ کے اندر اگر عورت بھی داخل ہو گئی، ھُو حق

Marfat.com

یا اللہ کہتے کہتے، اپنے دل کو کباب کر لیا، جیسے کہ یہ معزز خاتون میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں جن کے ظاہر کو کوئی دیکھے تو نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو "آنکھ" باطنی عطا کی ہو تو ہو وہ یہ دیکھے گا کہ چوبیس گھنٹے اس محترمہ کا، اس بلند مرتبہ خاتون کا قلب ماہیٔ بے آب کی طرح ذکر کرتا رہتا ہے۔ میں ہے۔ کبھی اس کی رُوح ھُو میں ہوتی ہے، کبھی حق میں ہوتی ہے۔ کبھی اس کا دل اللہ میں ہوتا ہے اور بظاہر یہ دنیاداری میں پھنسی ہوتی ہیں۔ بچوں کا بھی خیال رکھنا، کاروبار کا بھی خیال رکھنا اور اسلامک سینٹر (ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنز) کی ڈائریکٹر کی حیثیت سے ذمہ داریاں بھی پوری کرنا، بھی ہیں، وہ ذمہ داریاں بھی، مساجد کی طرف بھی دیکھنا، غریبوں کے وظائف بھی، غریبوں کی حاجات بھی۔ غرض یہ کہ دامے، درمے، سُخنے ہر طرح سے اللہ کی مخلوق کی خدمت میں کمربستہ ہیں۔

تسبیح پھیرنا آسان ہے، مصلّے پہ بیٹھنا آسان ہے اور یہ ناخن گوشت سے جدا کرنا بھی آسان ہے مگر یہ پیسہ ذرا جدا کرنا بہت مشکل ہے یہ جبھی جدا ہوتا ہے جب رب کی راہ میں انسان فنا ہو جاتا ہے۔

تو عزیزانِ من! اہلِ فتویٰ کے پاس بڑی قوت ہے۔ اہلِ قلم نے فتوے لگائے، فقیروں نے فتوے جھیلے، کسی فقیر نے معافی نہیں مانگی، جیسے منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ یا سرمد رحمۃ اللہ علیہ یا شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ یا دوسروں نے۔ اور نہ یہ کہا کہ فتویٰ غلط ہے اور نہ ہی کوئی بد دُعا دی۔

ایک فرقہ جب سے اس نے کافر بنانے کی فیکٹری قائم کی ہوئی ہے۔ جب جی چاہا کافر بنا دیا، یعنی مسلمان تو کر نہ سکے اور جو مسلمان رہ گئے

Marfat.com

ہیں ان کو کافر بنا بنا کر خارج کر رہے ہیں۔ ایک اور طبقہ ہے جو زبان سے نہیں بولتا، مگر باز کی طرح اس کی آنکھ بیدار رہتی ہے۔ جہاں موٹا نفس دیکھا، چونچ ماردی۔ اور پھر اُسے پتہ بھی لگنے نہ دیا۔ خود بخود ایک وقت وہ پریشان ہو گیا اور رہبر کی تلاش میں نکل پڑا۔

عزیزانِ من! مرشدِ کامل سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور مرشدِ کامل کی صحبت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں جو زیادہ لذیذ ہو جو اُس کی نظیر ہو جب کسی طالب کی شامت آتی ہے اور ربِ کریم ناراض ہوتے ہیں تو اس کے دل میں مرشد کے لئے بدگمانیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ وہ نفس اور شیطان کی باتیں کان لگا کر سُنتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ میں تو ایسی مخلوق کا بیحد مشکور ہوں کیونکہ جب وہ ایسے گمان کرتے ہیں تو مجھ پر اللہ کے پیار کی عجیب بارش برستی ہے اور میں اُن کی درازئ عمر کی دُعا کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ وہ ثابت قدم ہی رہیں اس میں تو اچھا ہی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا اجر دیں۔

عزیزانِ من! فقیری بڑی مشکل چیز ہے، فقیری ایک راز ہے اور یہی راز ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے کہا " اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ " یعنی انسان میرا بھید ہے۔ یاد رکھو ہر انسان اس کا بھید نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ وہی انسان ہیں جن کے سینوں میں اُس نے بھید رکھے۔ صدیوں کے اندر فقیر پیدا ہوتا ہے، اور جب ہوتا ہے تو اس کی روشنی مشرق و مغرب، شمال و جنوب تک پھیلتی ہے۔ ایسے فقیروں میں ہی خواجۂ خواجگاں، قطب الوقت الحاج حضرت شاہ محمد عارف صاحب قادری چشتی، صابری، نظامی رحمت اللہ علیہ ہیں۔

Marfat.com

جن کا آج ختمِ پاک دلوایا گیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے سینے کو علمِ لدُنی عطا کیا ہوا تھا۔ پاکستان کے جتنے بھی بڑے علماء ہیں، وہ اُن سے اچھی طرح واقف ہیں، اور جب ان کے نکات، دینی یا علوم کے، رُکتے تھے تو وہ اُن کے پاس آتے تھے اور یہ تواضع کے بعد مُسکرا کے کہتے تھے "میں ایک اَن پڑھ شخص ہوں، میں کہاں آپ کی رہنمائی کر سکتا ہوں، یہ تو دینی معاملہ ہے" لیکن جب وہ اصرار کرتے تو ایک ایک نکتے کے رموز پر کئی کئی راتوں تک بیان کرتے تھے۔ وہ علم تھا، یہ علم کا بھید تھا، وہ کھوپڑی تھی، یہ اُس کا مغز۔

عزیزانِ من! آپ کی طبیعت میں بڑا حلم تھا، شگفتہ مزاجی تھی، خوش خوراکی تھی، مگر قلیل خوراکی۔ دسترخوان وسیع تھا۔ امیر و غریب یکساں بیٹھتے تھے تاج پہننے والے بھی اور گدا بھی۔ طرح طرح کے انواع واقسام کے کھانے ہوتے تھے۔ خود بہت کم کھاتے اور پوچھتے تھے۔ بھئی آپ نے یہ چیز کھائی؟ آپ یہ کھائیں، وہ کھائیں۔ غرضیکہ نہایت ہی محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ سائل کا سوال کبھی نہ ٹالتے، اگر کسی نے دس ہزار روپے یا بیس ہزار روپے بھی مانگے، خندہ پیشانی سے دے دیتے اور کبھی تقاضا نہیں کرتے۔ غریب بچوں کے ماہوار وظیفے مقرر تھے۔ بیواؤں کے ماہوار وظیفے مقرر تھے۔

آپ کو ولادت کے وقت سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے نسبت تھی چونکہ جب آپ پیدا ہوئے تو میرے قبلہ والد صاحب غوث الوقت حضرت عزن قادری سروری نے حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ یہ بچہ (حضرت شاہ محمد عارف) میں نے آپ کے حوالہ کر دیا

Marfat.com

اور جب تک یہ خود جوان نہیں ہوتا، میں اپنی ساری آمدنی کا دسواں حصہ آپ کے نام پر خیرات کروں گا۔ اس کو دسوند (دس وند) کہتے تھے، یعنی 1/10 حصہ۔

جب تک آپ جوان نہ ہوئے تھے دسوند بدستور نکالتے تھے اس کے بعد تاحیات آپ خود بھی دسوند نکالتے رہے۔ اسی لئے حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی بھی آپ کو ہر وقت حضوری حاصل رہتی تھی۔ فقر کے اندر آپ رحمتہ اللہ علیہ کا منفرد مقام ہے۔ میں اُن کے بیشتر عرس کی تاریخوں پہ اُن کے کرامات کے بارے بیان کرچکا ہوں۔ اُن کا اعادہ ضروری نہیں سمجھتا۔ لیکن یہ میں نے دیکھا کہ کبھی انہوں نے سائل کو "نہ" نہ کی، ہمیشہ "ہاں" کی۔ مگر اس بات کو منوانے میں "دوست" نے مان تو لی مگر بہت بڑی مصیبت اور آزمائش میں ڈال دیا۔ ساری زندگی جو تھی وہ آزمائشوں میں گزری۔ آپ نے ہمیشہ ہر شخص پہ نگاہِ کرم فرمائی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی "توجہ" میں ایک عجیب، سی قوت رکھی ہوئی تھی۔

میرے ایک دوست جو پی آئی اے میں تھے، مجھے کہنے لگے کہ میں اُن کا مُرید نہیں تھا۔ ایک روز میرا ایک دوست مجھے اُن کے پاس لے گیا۔ میں سب سے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میری نگاہ اٹھی اور انہوں نے چند سیکنڈ میری نگاہ میں نگاہ ڈال کے یوں مجھے دیکھا اور پھر نگاہ اُٹھالی۔ تین دن تک میں دفتر آتا ڈیوٹی پر لیکن مستی کے عالم میں۔ حتیٰ کہ میرے ساتھی آفیسر نے پوچھا کہ تم نے شراب کب سے پینی شروع کر دی ہے۔ تو میں نے اُن سے کہا کہ میں بھولے سے ایک "میخانہ" میں چلا گیا تھا، وہاں ساقی

Marfat.com

سے آنکھ لڑگئی۔ اور معلوم نہیں یہ نشہ کیسے ہوا۔

عزیزانِ من! آخری عمر میں آپ نے طرح طرح کی مصیبتیں اُٹھائیں، آپ کا دل اتنا بڑھ گیا کہ ناف کے قریب تک پہنچ گیا تھا۔ یعنی ڈاکٹر ناف کے قریب ٹوٹی لگا کر آپ کے دل کی حرکت کو معلوم کرتے تھے۔ ڈاکٹر مجھ سے کہتے تھے کہ ہم حیران ہیں کہ طب کی رُو سے ایسا مریض یا تو مسلسل بیہوش رہتا ہے یا زیادہ سے زیادہ چند دن زندہ رہتا ہے اور یہ اتنی خوش مزاجی سے بات سُنتے ہیں، جواب دیتے ہیں۔ ہماری سمجھ سے یہ باہر ہے۔ حتیٰ کہ وہ وقت بھی آ گیا جب "دوست" نے دوست کو پیغام بھیجا، وصل کی گھڑی آن پہنچی۔ چھٹی ذی الحجہ تھی، فجر کی اذان ہو رہی تھی۔ آپ کئی برس تک سو نہیں سکتے تھے، تکیہ رکھے ہوئے ہوتے تھے۔ پانچ دس منٹ یوں بیٹھے بیٹھے ریش مُبارک رکھ کے آرام کرتے تھے۔ بس اس وقت ذکرِ جہر جاری ہو گیا اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اور یہ کہتے ہی آپ نے خاموشی کے ساتھ اپنی جان دوست کے سپُرد کر دی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جمعہ کا دن عطا کیا۔ بے شمار مخلوق تھی اور ہر شخص اس طرح گریہ کناں تھا جیسے کہ اُس کا کوئی سگا اس دنیا سے رخصت ہو گیا ہو۔ یہ آپ کی نسبت کا زور تھا۔

ایک درویش کسی صحرا میں جا رہے تھے تو آپ نے وہاں ایک حسین عورت دیکھی مست والست۔ اُسے دیکھ کے آپ پر ایک حالت وارد ہو گئی کہ جو چیز اسے نصیب ہے ہمیں تو اس کی ہوا تک نہیں لگی۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ نے کس مے خانے سے یہ پی ہے۔ عورت نے نگاہ اٹھا

Marfat.com

کے یوں دیکھ کے کہا ''مے خانہ تو ایک ہی ہے مگر ہر ایک اپنے ظرف کے مطابق پیتا ہے''

عزیزانِ من! حضرت حسن بصری رحمت اللہ علیہ جو کہ اولیاء کرام کے والد تصوّر کئے جاتے ہیں حضرت رابعہ بصری رحمت اللہ علیہ اُن کی مرید تھیں۔ ایک وقت آیا جب آپ حضرت رابعہ رحمت اللہ علیہ کے مصاحبین میں تھے۔ اُن کی حضوری میں اس طرح بیٹھتے تھے جس طرح طالبین بیٹھتے ہیں اور وہ وقت بھی آیا جب پہاڑی پہ رابعہ رحمت اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر لاکھوں مخلوق کے مجمع سے خطاب کیا اور حضرت حسن بصری رحمت اللہ علیہ دوسرے بزرگوں کے ساتھ سُن رہے تھے۔

عزیزانِ من! جب راہِ حق میں کوئی فنا ہو جاتا ہے تو امتیازات ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ اہلِ علم کی باتیں ہیں اور اہلِ خشم کی باتیں ہیں، یہ اہلِ چشم کی باتیں ہیں۔ اہلِ دل کی باتیں ہیں، یہ دلِ بینا کی باتیں ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کے درجات بڑھائے (آمین) مراتب و درجات میں ترقیاں عطا فرمائے (آمین) حاضرینِ مجلس پہ بھی رحم و کرم فرمائے (آمین) ہم سب کی مغفرت فرمائے (آمین) سلسلۂ عارفیہ کے گروہ کو ہر قسم کے شر اور اثر سے نجات دلائے (آمین)

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ

وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

Marfat.com

ارشادات حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

ختم شریف ۵ مارچ ۱۹۸۳ء

حضور مرشدِ پاک، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، شہیدِ بحرِ وفا
ریحان القلوب، لسان التصوّف، قطب الاقطاب، الحاج

حضرت خواجہ شاہ محمّد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ جل شانہٗ کے لئے ہیں۔ جو احد ہے، صمد ہے، جس کی شان لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ہے۔ جو اپنے بندوں کو ہر وقت دیکھتا ہے اور اپنے بندوں کو اپنی مغفرت اور بخشش کے دریا میں ڈبو کر پاک کرتا ہے۔ ان کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی عاداتِ حسنہ جو ہیں ان کی نیکیوں کا ثواب عطا کرتا ہے اور اس کی رحمت جو ہے وہ گنہگاروں کو بخشنے کے لئے بہانے ڈھونڈتی ہے۔

درودِ لامحدود حضورِ نبیٔ کریم، تاجدارِ مدینہ، شفیع المذنبین، رحمت اللعالمین، سید الاولین والآخرین، فخرِ موجودات و کائنات، حضور احمد مجتبیٰ

Marfat.com

محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمت اللعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) بناکر بھیجا۔ جو کسی ایک خاص قوم کے لئے نہیں آئے، بلکہ اللہ نے تمام عالمین کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبیؐ پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) بناکر بھیجا۔ اور اپنا پیغام ان کے ذریعے بھیجا۔ جن کے ذریعے مکمل دین عطا ہوا، مکمل شریعت عطا ہوئی، مکمل ضابطۂ حیات عطا ہوا اور انسان کو نیکی بدی کی تمیز ہوئی، اپنے خالق کو پہچانا، اپنے مالک کو پہچانا، اپنی نجات کے لئے طریقے معلوم کئے اور ایسے صدقے جاری ہوئے جو آج تک بٹ رہے ہیں اور حشر تک انشاء اللہ مخلوق کی نجات کے لئے بنی نوع انسان کے نجات کے لئے وہ اسی طرح قائم رہیں گے۔ ہاں البتہ ہم نہیں رہیں گے۔ دُرُود ہو اللہ کے اُن پیاروں پر جنھوں نے اللہ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی پیروی کر کے محبت کے مقام میں پہنچے اور محبت کے مقام کے بعد یگانہ ہوئے اور یگانہ ہو کر دنیا کی ہر چیز سے بیگانہ ہوئے۔ اور بیگانہ ہو کر شمعِ رسالت کے پروانہ ہوئے۔ اور پروانہ بن کر تمام عالم کو روشن کیا۔

امّا بعد!

عزیزانِ من! یہ آج جو ختم شریف ہے، شکرانے کا ختم شریف، یہ قبلہ خواجۂ خواجگان، شمعِ طریقت، قطب الوقت، الحاج حضرت شاہ محمد عارف صاحب قادری، چشتی، صابری، نظامی رحمت اللہ علیہ کا ہے۔

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) بڑے پایہ کے بزرگ تھے اور پیدائشی تھے، جو مادرزاد ہوتے ہیں، ان کی شان ان کے تصرف سے معلوم ہوتی ہے اور اکثر

Marfat.com

یہ جو لوگ ہوتے ہیں اِن کو اللہ تعالیٰ علمِ لدُنّی عطا کرتا ہے سینے پر۔ یعنی یہ کتاب کے پابند یا محتاج نہیں ہوتے۔ یہ سینے کی کتاب پڑھتے ہیں، یہ علمِ سفینہ سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ معترض نہیں ہوتے، خوشی سے سُنتے ہیں، لیکن اس سے اپنی حاجت روائی نہیں کرتے، یہ کتابِ دل پہ لکھا ہوا دیکھتے ہیں۔ جب کوئی ضرورت ہوئی کتابِ دل کھولی اور دیکھا، ورقہ پڑھا اور جواب دیا۔ اسی لئے اِن کا بیان لامتناہی ہوتا ہے، چونکہ ان کی قوت بھی ہے بیان کی، وہ ایک لامتناہی سلسلہ سے آرہی ہوتی ہے۔ جب ربِّ کریم نے ان پر فضل کیا، آگاہی دی، ابھی یہ بچّے تھے تو خواب میں ان کو شق الصدر کی سُنّت نصیب ہوئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ پیش آئی تھی۔ بچّے تھے آگاہ نہیں تھے مگر یہ ضرور جانتے تھے۔ چونکہ خاندان درویشوں کا چلا آرہا ہے، پوری لڑی ہے، یہ چیز آ رہی ہے ورثے میں۔ مانو یا نہ مانو، زبردستی یہ ڈال دی جاتی ہے۔

صبح اُٹھے تو رونے لگ گئے، چونکہ ہماری والدہ صاحبہ (مرحومہ) نہیں تھیں تو والد صاحب، والد اور والدہ دونوں کے فرائض انجام دیتے تھے۔ والدہ کی حیثیت میں محبت کرتے تھے، جیسے سینے سے لگانا اور والد کی حیثیت سے دشمن کی آنکھ دکھانے لگتے تھے۔ Discipline اور ضروریات کو پورا کرنا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا "بیٹا کیا بات ہے، رو کیوں رہے ہو بتاؤ"، کہنے لگے ابّا جی میرے یہاں درد ہو رہا ہے بہت سخت، آپ نے کہا کہ مجھے بتاؤ کونسی جگہ ہے جہاں بڑا سخت درد ہو رہا ہے۔ انہوں نے بتایا تو آپ نے

Marfat.com

دوائی لگائی۔ پھر آپ نے پوچھا کہ بیٹے کیسے ہوا، یہ پھر رونے لگ گئے۔ کہنے لگے۔ ابا جی رات کو ایسے ہوا کہ میری آنکھ لگی تو دو آدمی آئے اور وہ یہاں چڑھ بیٹھے انہوں نے میرا سینہ کھولا۔ اور پھر میرا دل جو ہے وہ باہر نکال لیا، پھر اس کو دھوتے رہے دھوتے رہے، پھر اس کو اندر رکھا اور پھر اس کو سی لیا۔ اُس وقت تو درد نہیں ہوا لیکن بعد میں بڑا درد ہوا۔ خیر والد صاحب پڑھ کر پھونکتے رہے، پھونکتے رہے۔ اور کہنے لگے کہ بیٹا یہ کوئی بات نہیں۔ دل تو روحانی چیز ہے وقت آنے پہ پتہ لگے گا۔

خیر ان کی پیدائش جب ہوئی تھی تو والد صاحب نے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، چونکہ آپ قادریہ سلسلہ کے تھے اور آپ کو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضوری بھی حاصل تھی۔ اس لئے قبلہ والد صاحب اور ان کو بیعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ملی تھی، قبلہ والد صاحب کو سات سال کی عمر میں۔ اور انہوں نے وصال سے تھوڑی دیر پہلے یہ بتایا تھا۔ چنانچہ ان کو انہوں نے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا تھا کہ آپ کا بچہ ہے تو یہ دست وندی کہلاتی ہے۔ دست وندی کہتے ہیں 1/10 کو تو یہ دست وندی کہلاتے تھے۔

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب تک یہ بالغ نہیں ہوئے، کمانے کے لائق نہیں ہوئے۔ اپنی ٹوٹل آمدنی کا 1/10 جو تھا وہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کا دیتے تھے، ہمیشہ۔ جب یہ جوان ہوئے اور اس قابل ہوئے تو والد صاحب کہنے لگے کہ لو اب بیٹا میری ذمہ داری ختم ہوئی۔ قبلہ بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ، آخری وقت تک دست وند رہے۔ میں دیکھتا تھا جب ان کے وصال

Marfat.com

کے وقت جو بچا ہوا تھا وہ دیکھا تو اس پر لکھا تھا دست وند۔ وہ بھی باقاعدگی سے نکالتے۔ اسی لئے ان کو بھی حضوری تھی حضور غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبلہ بھائی جان کو خصوصی طور پر۔ اسی لئے جو آنکھ والا تھا وہ ہمیشہ کہہ دیتا تھا۔ کہ اس کے معاملے میں دخل مت دو، جو کچھ بھی ہے ہونے دو، یہ بڑے دربار کا آدمی ہے۔ حضور غوثِ پاک رحمتہ اللہ علیہ کی حضوری ہے۔

تو آپ کا پھر جو بم پھٹا تو وہ دن میرے لئے بہت سخت تھے۔ کیفیت یہ ہو گئی تھی کہ بول نہیں سکتے تھے، بولتے تھے ہکلا کے اور رنگ چہرے کا اس طرح سُرخ ہو گیا تھا جیسے انار ہوتا ہے۔ آنکھ بند تھی، قالین پر تکیہ دے کر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے فوراً سمجھ لیا کہ یہ معاملہ جو ہے یہ اونچا ہی ہو گیا ہے۔ اب اس کی پوری راز داری جو ہے میرا فرض ہے، کیونکہ یہ آؤٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ میں نے چھٹی کی۔ خانساماں کو کہا کہ تم ادھر نہ آنا، جب کھانا وغیرہ پک جائے، دستک دینا، ہم لے لیں گے۔ ان کی یہ کیفیت یہی کوئی دس پندرہ دن تک رہی۔ میں نے گھر میں کہہ دیا کہ کوئی آدمی آئے تو کہہ دینا صاحب گھر پہ نہیں ہیں۔ Do not allow anybody بڑی مشکل صورت حال تھی۔ میں نے ان کا سر اپنے زانو پر رکھ دیا تکیہ رکھ کر، میں نے دیکھا کہ کوئی سانس نہیں، ہاتھ بالکل ٹھنڈے پڑے ہیں۔ بالکل جیسے مخمل ہوتی ہے سارا جسم اس طرح ہو گیا جسے انسان سمجھ نہیں سکتا۔

چونکہ دیکھا نہیں چنانچہ ایک دفعہ جب انہوں نے آنکھ کھولی تو ایسے معلوم ہوا کہ جیسے دہکتا ہوا انگارہ ہوتا ہے۔ یہ آنکھ میں نے اس طرح پیچھے دیکھا۔ ایک سیکنڈ میں بند کی۔ مجھے کہنے لگے "افضل" (رحمتہ اللہ علیہ) میں نے

Marfat.com

کہا. جی کیا۔ میرے سامنے تم مت آنا، بے شک پیچھے سے بات کرنا، مگر سامنے نہ آنا۔ میں نے کہا کچھ نوش فرمائیں گے آپ رحمۃ اللہ علیہ۔ کچھ جوس، کچھ لسّی۔ کہنے لگے "نہیں وہاں نہ پیاس ہے نہ بھوک"۔ اب چھ سات دن کے بعد بڑا دباؤ ہوا اور لوگوں کے آنے جانے کی مشکل تھی۔

میں نے کہا۔ اب آپ اس قابل تو ہیں کہ اُٹھ کر بیٹھیں۔ ایک دن بڑے یادگار لمحات Memorable moments آئے۔ آپ کو سُناتا ہوں۔ جسم میں کوئی سانس نہیں کوئی Heartbeat نہیں، بالکل اس طرح اور ان کے اندر سے آواز آرہی ہے The lecture is going on لیکن اس کی گونج یہ بتاتی ہے کہ یہ آواز چونکہ مرکز کے ساتھ قائم ہے، بہت دُور سے، کئی ہزار میل سے آرہی ہے، بڑی پیاری Echo اس کی اور بڑا عجیب نکتہ بیان ہو رہا ہے۔ چونکہ میں ایسی حالت میں تھا کہ قلمبند نہیں کر سکتا تھا ختم ہو گیا۔ خیر کوئی دس گیارہ روز کے بعد بیٹھ گئے، میں نے لسّی بنوائی تھی، تو چائے کے بڑی عادی تھے۔ تیس چالیس پیالیاں، ایک سگریٹ کے بہت رسیا تھے۔ داڑھی مونچھ منڈھی ہوئی تھی۔ بس آنکھ اس طرح تھی کہ دیکھا نہیں جاتا تھا۔ شعاعیں نکل رہی تھیں۔ میں نے کہا، جی آپ اسے کھول دیں۔ پوچھا "کیوں" میں نے کہا جی آپ بول سکتے ہیں، باہر جو طوفان مچا ہوا ہے، کہنے لگے کہ "میری طبیعت خراب ہے"۔ میں نے کہا جی قبل اس کے کہ میں بھول جاؤں ایک دن آپ کی یہ کیفیت تھی کہ اس طرح آواز آرہی تھی، اس پر کچھ روشنی ڈالیے۔ اگر اجازت ہے۔

سوچتے رہے، سوچتے رہے۔ پھر کہنے لگے "ایک مقام تھا جہاں

Marfat.com

میں ملائکہ کو درس دے رہا تھا، جو تم سُن رہے تھے، وہ لاکھوں میل پر تھا۔ وہاں سے چونکہ مرکز تھا۔ Echo یہاں آرہی تھی۔" مطلب یہ کہ کس بُلندی کے درویش تھے۔ درویشِ معرفت جسے کہنا چاہیئے۔ وہ درویشِ راہِ سلوک نہیں تھے، درویشِ کامل تھے اور انہوں نے منازل پرواز کر کے طے کی تھیں اور جب پرواز میں آتے تھے تو بڑے پیارے لگتے تھے۔ بس ان کے ہاتھ چلتے تھے۔ میں دیکھتا تھا جیسے Wing movement ہوں۔ سامنے نظر آتے تھے، بس پتہ لگتا تھا کہ فضا میں بھیرتے ہوئے جا رہے ہیں۔ بہت اچھی پرواز اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھی۔ اور طبیعت میں نہایت شگفتگی، بچے اگر آگئے چھوٹے چھوٹے تو ان کے ساتھ مل کے اس طرح کھیل رہے ہیں جیسے بچے کھیلتے ہیں۔

آؤ بھئی یہ لاؤ، آؤ کھیلیں۔ ان کے ساتھ سب کھیل رہے ہیں۔ آئے اور کہا اچھا بھئی، آج اس کی سالگرہ ہے۔ آؤ بھئی شام کو تمھارے ہاں ہوگی۔ تھوڑی سی یہاں بھی کرلیں۔ جاؤ بھئی مٹھائی لاؤ، سموسے لاؤ وغیرہ۔ ایک دم دسترخوان بچھ گیا، سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئی لپٹ رہا ہے اور کوئی چمٹ رہا ہے لیکن آپ یقین نہیں کرسکتے کہ یہ یہ ہیں۔ صنعتکار آگئے تو ان کے ساتھ بات ہو رہی ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ان کی بھی فیکٹری لگی ہوئی ہے۔ اس طرح مال کا ڈسپوزل ہو رہا ہے۔ یوں ہو رہا ہے، یوں ہو رہا ہے۔ بالکل ہی وہی منظر۔

ملازمین آئے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے یہ بھی کسی دفتر میں ملازم ہیں۔ بالکل وہی رنگ، عالم آئے، سارے علماء جانتے تھے آپ کو، بڑے بڑے

Marfat.com

لوگ سب جانتے تھے آپ کو۔

تو انہوں نے جب کوئی نکتہ پوچھا تو کہا میں تو ان پڑھ ہوں، میں تو ان پڑھ ہوں، پڑھا لکھا نہیں ہوں، علم دین کا نکتہ ہے میں کیسے بیان کروں، تو جب وہ اصرار کرتے تھے تو پھر وہ بیان کرتے تھے علم لدنی سے۔ بس ایک دو دفعہ مجھے موقع ملا ہے تو بس واہ واہ ہی ہوئی۔ واہ واہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ اب کوئی پیر آگئے نذر لانے والے تو آتے ہی بٹھا دیا، لفافہ نکالا اور اس میں کچھ ڈال دیا، پانچ سات سو روپے۔ انہوں نے دیکھا کہ میرے لئے ہیں تو بہت خوش ہیں۔ اس کے بعد کھانا وغیرہ کھلایا اور چلتے وقت ان کو لفافہ پیش کیا تو انہوں نے کہا کہ نہیں نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ آپ کا حق ہے۔

اب فقیر آگئے ہیں اہل معرفت والے تو ان سے وہ باتیں ہو رہی ہیں عرش سے فرش تک کی پرواز کی اور ایسے نکتے بیان ہو رہے ہیں اور دوسروں کی چھٹی کہ اب جاؤ غرض یہ کہ جیسی محفل ہو۔ سٹے والے آ رہے ہیں Race گھڑ دوڑ والے آ رہے ہیں ان کے ساتھ، ایسے ہو گئے جیسے گھوڑا بھیں رکھا ہوا ہو۔ یار میری بھی لگا دینا۔ ایک کہنے لگا "بھائی جان اتنے دنوں سے آ رہا ہوں آپ مجھے نمبر نہیں دیتے"۔ مسکرائے، کہنے لگے کہ میں نمبر دے بھی دوں گا۔ اس دن موڈ میں تھے کہ میں دے بھی دوں گا تو تو نہیں لگا سکے گا"

میمن تھا۔ یہ کراچی والا، کہنے لگا کہ میں نہیں لگا سکوں گا۔ بھائی جان (رحمۃ اللہ علیہ) یہ آپ رحمۃ اللہ کیا کہتے ہیں، آپ رحمۃ اللہ بول دیں ہم کیسے نہیں لگائیں گے ضرور لگائیں گا۔

Marfat.com

ایک دم لگائیں گا"۔ آپ نے کہا کہ اچھا یہ نمبر ہے اب تو لگالے، تو یہ گیا، وہاں پہنچا اور جب اس نے گھوڑا دیکھا تو اس نے کہا میں اس پر لگا رہا ہوں، تو اس کے جو دوست تھے انہوں نے کہا کہ تیری عقل ماری گئی ہے، اتنا کمزور گھوڑا ہے، آج تک جیتا نہیں ہے، کیا آج تجھے بالکل ہی کنوئیں میں گرنا ہے۔ اُس نے کہا کہ نہیں ایسی بات نہیں میں آج اسی پر لگاؤں گا۔ اڑا رہا۔ اخیر میں دیکھا کہ گھوڑے بہت اچھے اچھے ہیں، خیر اس پر لوگ لگا رہے ہیں دِل اس کا پھسل گیا، کہنے لگا واقعی ٹھیک ہے، فلاں گھوڑے کی سُنی ہے بڑی تعریف، اس پر لگایا، لیکن گھوڑا جو دُبلا پتلا تھا وہ ہی فرسٹ آیا.... ہاتھ پیٹتا ہوا وہاں کمرے سے چلا گیا۔ آپ کہنے لگے دیکھو بھائی۔ تیری بات بھی پوری ہوگئی ہماری بھی پوری ہوگئی۔ اب دونوں کو راضی ہو جانا چاہیے، تو نے لگا دیا، ہم نے کہا تھا کہ تُو نہیں لگائے گا، نہیں لگایا۔ اب ہم حرام کیسے پالیں۔

تو آپ رحمۃ اللہ کی صورت حال جو تھی وہ یہ تھی کہ ماشاء اللہ بڑے تندرست وتوانا تھے، تو ایک دن لوگوں نے دیکھا، خوش خوراک بھی تھے، اچھا کھاتے تھے، مسکرا کے کہنے لگے "ان کو دیکھ کے کہ جب فقیر دنیا سے جائے گا تو یہ گوشت پوست جو تم دیکھ رہے ہو وہ یہیں چھوڑ جائے گا اور یہ چمڑی جو ہے یہ میری ہڈی کو لگی ہوگی، پھر فقیر کا جنازہ اٹھے گا تو Literally چار سال تک وہ سو نہ سکے

ایسے نیچے ہوتے تھے انہیں بس اس طرح کرکے رکھ دیتے تھے۔ پندرہ بیس منٹ تک.....

Marfat.com

چمڑی ان کی بالکل ہڈی کے ساتھ لگی ہوئی، لیکن شگفتگی کا یہ عالم تھا، کشف کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر کھوکھر وہاں فیصل آباد سے چلے تو اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے، آپ فرمانے لگے کہ ڈاکٹر کھوکھر روانہ ہوں گے اتنے بجے، سب نے گھڑیاں دیکھیں۔ خیر کچھ دیر کے بعد ڈاکٹر کھوکھر پہنچ گئے، سب نے پوچھا کہ کھوکھر صاحب آپ چلے کس وقت تھے؟ انہوں نے بالکل وہی وقت بتایا جو آپ نے فرمایا تھا۔ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تو فرمانے لگے کہ جب کوئی فقیر کو یاد کر کے چلتا ہے تو جب تک وہ راستے میں ہوتا ہے فقیر اس کا چوکیدار، رکھوالا ساتھ ہوتا ہے۔ یہ اس کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب فقیر کے پاس آؤ اور واپس جاؤ تو خدا کے واسطے اپنے گھر جاؤ۔ چاہے مزار پہ بھی جاؤ تاکہ وہ تو تمھاری نوکری سے چھوٹے، اب تم راستے میں چار گھنٹے گذارتے جا رہے ہو واپسی پر تو پھر اس کی جہاں تک ممکن ہے، اگر اللہ کا حکم ہوا تو دوسری بات ہے کہ تباہی لکھی ہوئی ہے۔

وصال سے ایک دن پہلے ڈاکٹرز اور اسپیشلسٹ کہتے تھے کہ جو ان کی کیفیت ہے اس کے حساب سے اگر ان کی تین چار سال زندگی بھی باقی ہے تو ان کو "کوما" میں رہنا چاہیئے اور یہ بولتے اس طرح ہیں، ان کا بالائی حصہ اتنا متحرک ہے اور اس طرح خطاب کرتے ہیں کہ عقل یقین ہی نہیں کر سکتی کہ یہ اتنے شدید مرض میں مبتلا ہیں، مجھ کو ڈاکٹرز کہہ رہے تھے کہ اگر یہ تندرست ہو گئے تو انشاءاللہ شکار کا پروگرام بنائیں گے۔

Marfat.com

بہرحال اس شام کو ایک لڑکا آیا نوجوان، اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے ہاتھ چومے آپ کے آپؒ نے کہا کہ یہ کوئی بات نہیں ہوئی کہ ماں کے ساتھ بُرائی کر کے فقیر کے پاس آؤ ثواب لینے کے لئے۔ تم کو پتہ ہے کہ ماں کا کیا مقام ہے، اس کو گھر روتا ہوا چھوڑ آئے ہو اور میرے پاس آئے ہو۔ چلو یہاں سے جاؤ، پہلے اُسے راضی کر کے آؤ۔ اگر یہیں بیٹھنا ہے تو جاؤ جدھر مرضی ہو، اگر بیٹھنا ہے تو اُسے راضی کر کے آؤ۔ چنانچہ وہ اپنی اسکوٹر پر گیا اور ماں کو راضی کر کے آیا۔ جونہی آیا تو آپ مسکرائے اور کہنے لگے۔ شاباش شاباش۔ بھئی ماں باپ ماں باپ ہیں چاہے غلطی پر ہوں۔ جب اتھارٹی اُوپر کر دی اللہ تعالیٰ نے تو کیا کیا جائے۔ جب اوپر کر دی اللہ میاں نے تو کیا کیا جائے۔

وصال ہوا۔ وصال ہونے کے بعد جامع مسجد میں ہم جنازہ لے گئے۔ جُمعہ کا دن تھا۔ باہر لان میں رکھا، اندر میں نے جمعہ کی نماز پڑھی، میں باہر آگیا۔ جب باہر آیا تو جامع مسجد میں ہزارہا آدمی ہوتے ہیں۔ یہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوست کی بے ادبی یا بے حُرمتی نہیں برداشت کر سکتا۔ یک لخت بارش برسنی شروع ہوگئی۔ اور سب نے اندر جتنے بھی تھے اپنی جُوتیاں رکھ دیں۔ مجھے لوگ کہنے لگے کہ جی بارش ہو رہی ہے۔ جنازہ مسجد میں لے جائیں۔ میں نے کہا کہ میرے بھائی ہیں سر آنکھوں پر۔ ان کے پاؤں میرا سر۔ لیکن شریعت کا احترام اپنی جگہ، میں بھی اتنا ہی مجبور ہوں۔ دل تو میرا بھی چاہتا ہے لیکن جب تک امام صاحب نہ کہیں، مسجد کے گورنر تو وہی ہیں اور انہوں نے اب تک کہا ہی نہیں۔ ابھی میں نے

Marfat.com

یہ ختم کیا ہی تھا کہ اندر سے امام صاحب نے (مسجد کافی بڑی ہے اندر سے) حالانکہ وھابی خیال کا تھا دیوبندی، اندر سے مائیک پر کہا کہ جن بزرگ کا جنازہ ہے باہر وہ مہربانی کر کے اندر جنازہ لے آئیں۔ میری زندگی میں تو کوئی ایسی مثال نہیں ہے کہ جنازہ مسجد کے اندر گیا ہو۔

اب سُنیئے آگے۔ کہ کوئی ایسی جگہ نہیں تھی رکھنے کی، اخیر تک لے گئے اور جہاں منبر ہے وہاں جنازہ رکھا گیا۔ یہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، یہ عاشق رسُول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے اور عاشق الٰہی بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا تو آپؒ کھڑے ہو جاتے، اللہ کا نام آتا تو نعرے ہی نعرے مارتے تھے۔ جذب میں، یہ دیکھ کے کہ میں نے کہا کہ واہ میرے اللہ تُو واقعی اپنے دوستوں کو نوازتا ہے۔ کیا تکلیف اٹھائی ہے، کیا سختیاں، اذیتیں اور اب کوئی دیکھے تو کیا شان ہے، بادشاہ کو بھی یہ چیز نصیب نہیں۔ جنازہ باہر لان میں ہوتا تو نماز کے بعد لوگ چلے جاتے لیکن وہاں کسی کو نکلنے نہیں دیا۔ چنانچہ جنازہ پڑھنے کے بعد جنازہ درمیان میں لاکر رکھا گیا اور بارش ہو رہی تھی، اب لوگوں نے کہا کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں، میں نے ہزارہا جنازے دیکھے۔ بات یہ تھی کہ عاشق کا جنازہ تھا۔ اس طرح پڑے ہوئے تھے، آپ کی آنکھیں بہت موٹی تھیں، بیماری سے اندر چلی گئی تھیں ... یک لخت وہ جوانی کی آنکھیں، دونوں اس طرح کھلی ہوئی تھیں اور استغراقی حالت میں تھیں اور ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ استغراقی حالت میں دیکھ رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مشاہدۂ ذات میں مستغرق ہیں۔ لوگوں نے دوسری شان جو دیکھی وہ طواف کی شان تھی، جس طرح طواف ہوتا ہے، کر کے چلے جاتے

Marfat.com

تھے، دوسرا دائرہ بنتا تھا، طواف ہوتا تھا، اتنی مخلوق تھی کہ طواف سے ہر ایک نے دیکھا اور جب طواف ختم ہوگیا اور سب نے دیکھ لیا تو بارش بند ہوگئی۔ یہ سارے اللہ تعالیٰ نے اپنے پروٹوکول کئے۔ پھر میرے جو ایک دوست تھے وہ کافی بڑے تاجر ہیں، تو قبر دیکھنے کے لئے جب ہم گئے کہ قبر کتنی کھدی ہوئی ہے، میں تو غمگین تھا اور خاموش، اس نے کہا کہ افضل صاحب آپ آسمان کی طرف دیکھیں، وہ بھی طریقت کا آدمی تھا، ذمہ دار آدمی تھا۔ میں چُپ رہا، جواب نہ دیا۔ اس نے دوسری مرتبہ کہا کہ افضل صاحب آپ آسمان کی طرف تو دیکھیں۔ میں نے کہا کیا ہے، کہنے لگے کہ دیکھیں ایک نُور ہے جو وہاں سے بالکل اس طرح ہے کہ سیدھا قبر پر آکر رُکتا ہے، تو میں نے جب دیکھا تو واقعی ایک نور تھا، ایک نُورانی لالٹین تھی جو بالکل وہاں آکے رُک جاتی تھی۔ میرے پاس افسران بھی تھے میرے دفتر والے وغیرہ۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے بڑے بڑے جنازے دیکھے ہیں، لیکن یہ کیفیت کہیں نہیں دیکھی۔" ہر شخص اس طرح رو رہا تھا بلبلا کے۔ جیسے چھوٹا بچہ ہو، اس کا باپ مرگیا ہو یا ماں مرگئی ہو۔"

کرامت یہ دیکھیے کہ ایک شخص کو انہوں نے کہا تھا کہ تو نے مجھے لٹانا ہے قبر میں، وہ فیصل آباد میں تھے، فرمایا تھا کہ قبر میں تُو نے مجھے اُتارنا ہے، تو جب کہا کہ قبر تیار ہے تو ایک کار آکر رُکی، وہی شخص آکر اُترتا ہے۔ انہیں پتہ لگ گیا تھا۔ اُترتا ہے، آگے آتا ہے تو سب لوگ کہتے ہیں کہ میاں حضور رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آؤ اور اپنا اپنا حق ادا کرو۔

جس وقت آپ (رحمتہ اللہ علیہ) کا وصال ہوا فجر کی اذان تھی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

ذکرِ جہر میں مصروف تھے ، اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ اور اسی میں جان دی۔

ان کی اب بھی ہے کہ جو ان سے محبت رکھتا ہے یا ان کی طرف جاتا ہے تو وہ اُس کے کاموں کا، ہر چیز کا معاملہ آگے کرتے ہیں، بڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ ذرا بھی کوئی بات ہوتی یا کچھ ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے آگے دُعا کرتے ہیں۔ اب تک یہ وضعداری ہے، کوئی دس روپے ان کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو جب تک چار سو اس کی جیب میں نہیں پہنچیں گے اُن کو چین نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ کے درجات و مراتب بلند فرمائے اور اس ختم پاک کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

Marfat.com

ارشادات حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

عرس شریف ۲۴ اپریل ۱۹۹۷ء

حضور مرشدِ پاک، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، شہیدِ بحرِ وفا
ریحان القلوب، لسان التصوف، قطب الاقطاب، الحاج

حضرت خواجہ شاہ محمّد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

عزیزانِ من!

یہ عجیب وقت ہے، وہ ہاتھ جو ہمارے لئے دُعا کے لئے اُٹھتے تھے وہ آج ہم سے پوشیدہ ہیں، آج ہمارے ہاتھ ان کی دُعا کے لئے اُٹھتے ہیں۔ یادیں رہ جاتی ہیں، باتیں رہ جاتی ہیں مگر صحبتیں نصیب نہیں ہوتیں۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزانِ من! آج کے دن آپ کے مرشدِ پاک نے اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔ وہ ایک ایسی ہستی تھے کہ میں آپ کو ان کے بارے میں ایک درویش کا قول سُنانا چاہتا ہوں۔ بات مختصر کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا" ایسا فقیر

Marfat.com

صدیوں میں پیدا ہوتا ہے۔" آپ شانِ جمالی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ہمارا گھرانہ اپنے وقت میں خوشحال گھرانہ تھا۔ اُن کے بڑے خوشحال تھے۔ ہمارے خاندان میں جو لڑیاں ہیں، اُن میں کسی میں دوسری پُشت میں ولی ہوا، کسی میں تیسری میں ہوا۔ اور جو ہوا باکمال ہوا۔ یہ شرف حضورِ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری لڑی کو عطا کیا کہ ابھی تک اس میں تسلسل ہے، تواتر ہے۔ ولی ابنِ ولی، ابنِ ولی، ابنِ ولی۔ ابھی تک ہم تک تو یہی ہوا ہے۔

ہمارے والد صاحب کی آخری رات تھی، یعنی موت کے وقت بجلی ایسی ہوگئی جیسے ہزار وولٹ کی ہوگئی ہو۔ وہ حضوری میں رہتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمانے لگے کہ خوشبوئیں، ہم نے خوشبوئیں اور بھی تیز کر دیں، کیونکہ فضا میں صلوٰۃ وسلام کی آوازیں آرہی تھیں اور اُن آوازوں کے ساتھ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ ہزار وولٹ کی روشنی تھی۔

والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے "میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری گزری تھی۔" ہم سمجھ گئے کہ کچھ ایسی ہی بات تھی۔ قبلہ بھائی جان رحمتہ اللہ علیہ کی ایک منزل تھی۔ انہوں نے ہماری ہمشیرہ سے کہا کہ "میری ایک منزل ہے جو صرف قبلہ والد صاحب دیکھا کرتے تھے۔ میری سفارش کیا کرو۔" کہنے لگی اچھا۔ انہوں نے والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بتایا تو پھر اسی عالم میں والد صاحب نے فرمایا کہ "اللہ نے عارف کا بھی کام کر دیا۔"

ہم چار بجے تک انہیں دباتے رہے۔ چونکہ میرا ہاتھ حادثہ میں ٹوٹ گیا تھا۔ بیماری کے دنوں جب میں جاتا تو مجھے کہتے تھے کہ "تم مت دباؤ۔" میں کہتا کہ "جی آپ مجھے مت روکیں، یہ ہاتھ تو ٹوٹ گیا ہے، اب میں کیا

Marfat.com

کروں"۔ مجھے آنے والی منزل نظر آرہی تھی۔ میں نے کہا کہ "آج مجھے مت روکیں، مجھے دبانے دیں"۔ چار بجے تک استغراق میں رہے اور ملائکہ کی سریانی ان کی زبان سے صاف صاف آرہی تھی۔ تھوڑے تھوڑے وقفوں کے بعد فرماتے "سمجھ گئے"، ہم کہتے کہ سمجھ گئے۔ چار بجے کے بعد استغراق سے واپس آجاتے تھے۔ جس دن وصال کا وقت آیا تو جان نکل چکی تھی۔ جسم برف کے ٹکڑے کی طرح پڑا ہوا۔ میں نے بڑے بڑے اولیاء کو آخری وقت میں دیکھا جو ہم سے اونچے درجات پر تھے۔ اُن پر آخری وقت کی پریشانی طاری ہوتے دیکھی۔ لیکن جو یقین اور جو جمال و کمال میں نے والد صاحب میں دیکھا وہ کسی اور میں نہیں دیکھا، یہ میں اس لئے نہیں کہتا کہ وہ میرے والد تھے، بلکہ اس لئے کہ یہ حق ہے، وصال کے وقت اُن میں جلال تھا۔

راجہ ابوذر اور ابوسعید صاحب آئے اور کہنے لگے کہ "صدقے کے لئے جانور لائے ہیں"۔ میں نے کہا "آبا جان! جانور آئے ہیں صدقے کے لئے"۔ جیسے ہی وہ دونوں اندر آئے اور کہا "السلام علیکم"، تو والد صاحب نے ڈٹ کر کہا "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ جس سے پورا کمرہ گونج اُٹھا۔ انہوں نے کہا "جی صدقہ کے لئے بکرا لائے ہیں"۔ آپ نے کہا اچھا۔ تو میں بڑھا ان کے ہاتھ اٹھانے کے لئے کیونکہ جان تو نکل چکی تھی۔ لیکن انہوں نے موقع ہی نہیں دیا آگے بڑھا جھٹکا دے کر کہا "الصدقۃ رد البلاء" اور یوں ہاتھ پھیرا۔ بار بار پوچھتے تھے کہ ظہر کی اذان ہوئی کہ نہیں۔ بس جب اذان بلند ہوتی تو دوست سے دوست جا ملا۔ ایک درویش کہنے لگے کہ "میں نے زندگی میں کم و بیش دو ہزار جنازے نمٹائے ہیں مگر ایسا نورانی جنازہ میں نے آج

Marfat.com

تک نہیں دیکھا۔"

اس کی وجہ کیا تھی؟ وہ صحیح معنوں میں تیس برس سے تارک ہو چکے تھے ہم نے انھیں ماسٹر بیڈ روم دیا ہوا تھا۔ کسی سے ملتے جلتے نہیں تھے اور دوستوں سے خط و کتابت بھی بند تھی۔ بس یادِ الٰہی میں رہتے تھے۔ استغراق کے عالم میں جذب و مستی میں رہتے تھے۔ عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ بس درود شریف کا ورد رہتا تھا۔ ایک درویش نے جب میرے بھائی سے ضد کی ملاقات کے لئے، تو والد صاحب نے فرمایا "میں کوئی بزرگ نہیں ہوں" کیوں کہ انہوں نے کبھی زندگی میں ایسا نہیں کہا تھا۔ کوئی کہتا بھی تو ناراض ہو جاتے تھے فرماتے تھے "مجھے درویش کہتے ہو، بزرگ کہتے ہو"

خیر ایسے ہوا کہ میرے بھائی سائیں صاحب کو اندر لے آئے سائیں صاحب نے دیکھتے ہی ماتھے پر ہاتھ مارا اور بیٹھ گئے۔ میرے بھائی سے کہنے لگے "آپ کے گھر میں مدینہ شریف ہے، یا فنا فی الرسول ہیں۔ کیا میں ایک تصویر لے سکتا ہوں، یا آپ ایک تصویر دے سکتے ہیں؟" بھائی جان نے کہا "والد صاحب تصویریں نہیں کھنچواتے۔ آپ نے ان کا کمرہ دیکھ لیا۔ اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طغرے کے علاوہ یا خانہ کعبہ کی شبیہہ کے علاوہ کوئی اور تصویر نہیں ہے۔ ہم نے بھی اگر کوئی تصویر لی تو اس وقت جب وہ گارڈن میں کھڑے تھے اور اُن کو پتا بھی نہیں تھا کہ ان کی تصویر لی جا رہی ہے۔ اس حد تک شریعت کے پابند تھے۔ جب ملازمت سے ریٹائرڈ ہوئے تو پھر سفید تہبند اور سفید ململ کا براق کرتہ پہنتے تھے صبح 10 بجے، دس پندرہ منٹ کے لئے نکلتے تھے، تو کوٹھیوں میں سے عورتیں باہر نکل کر کھڑی ہو جاتی تھیں۔

Marfat.com

میں نے ایک دن کہا "آپ لوگ کیوں کھڑی ہو جاتی ہیں؟"، کہنے لگیں "ابا جان کی چال دیکھتے ہیں، بڑی شاہانہ چال ہے۔" چونکہ آپ اپنے دادا پر گئے تھے، وہ ابدالِ وقت تھے اور بڑا عہدہ بھی تھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک میجر تھا۔ 10 رائل لانسر رجمنٹ کا جسے گھاگھرا پلاٹون کہتے تھے۔ کیونکہ وہ گھاگھرے پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سب شاہی خاندان کے ہوتے تھے۔ اُس میجر نے ایک ہندوستانی کو یُو انڈین ڈیم فُول کہا۔ میرے دادا ماشاءاللہ بڑے تندرست تھے۔ اور ہر سال وہ نیزہ بازی میں اوّل آتے تھے۔ میرے دادا نے کہا "What did you say? (تم نے کیا کہا)۔ وہ کہنے لگا۔ I have said that he is a damn fool. (میں نے کہا کہ یہ بڑا احمق ہے) دادا جان بڑے غصے میں تھے کہنے لگے Come down, come down! (نیچے اُتر آئیں) جب وہ (گھوڑے سے) اُترا تو آپ نے اُسے نیچے گرا لیا۔ وہ وردی میں تھا۔ آپ نے اُسے مارنا شروع کیا۔ مار مار کر بھرکس نکال دیا۔ Indians are damn fools or you are a damn fool. یہ کہتے جاتے تھے اور مارتے جاتے تھے۔ اُس کے بعد اُسے چھوڑا تو وہ چلا گیا۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اُس وقت ایک انگریز میجر کی کیا حیثیت تھی۔ دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کو احساس تھا کہ ایک بہت بڑا ایکشن ہوگا۔ سیڈیشن کا کیس کریں گے یعنی بغاوت کا، اُس میجر کا دبدبہ بڑا تھا۔ آپ نے بڑی شان سے اپنی چھڑی لی اور اپنی شاہانہ چال سے آرمی میس میں چلے گئے۔ آفیسرز کھانا کھا رہے تھے۔ کمانڈنٹ بھی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ وہاں جا کے کھڑے ہو گئے۔ وہ میجر بھی کونے میں بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا۔ کمانڈنٹ کہنے لگا How have

Marfat.com

you come here? (آپ یہاں کیسے آئے) دادا جان نے جواب دیا۔

I have come because I presume that you are going to file a sedition case against me. So here I am before you.

(میں اس لئے آیا ہوں کہ میرا گمان ہے کہ آپ میرے خلاف بغاوت کا مقدمہ قائم کرنے والے ہیں تو لیجئے میں حاضر ہوں) اس پر وہ کہنے لگا۔

Oh, it is you! (اوہ، تو آپ ہیں) دادا جان نے جواب دیا"

Who else! (اور کون ہو سکتا ہے) کمانڈنٹ نے وہیں بیٹھے ہوئے اس میجر کو آواز دی۔ Come here! (اِدھر آیئے) وہ آیا۔ کمانڈنٹ نے کہا

Look, Just as you are a Major, he was also a Major. You got the point? He commanded the British Contingent. So apologize to him otherwise I am going to take action against you.

(دیکھو جس طرح تم میجر ہو، یہ بھی میجر تھے۔ میرا مطلب سمجھے۔ انہوں نے برطانوی دستے کی کمان کی ہے۔ اس لئے ان سے معافی مانگو، ورنہ میں تمہارے خلاف کارروائی کروں گا۔) اُس میجر نے معافی مانگی۔

دادا جان رات قبرستان میں گزارتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد آپ مناجات کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحن داؤدی عطا کی ہوئی تھی۔ پرندے بھی آپ کے ساتھ چہچہاتے تھے۔ گھر آنے کے لئے جب چلتے تھے تو ایک ہاتھ سے سوجی اور دوسرے سے پرندوں کو دانہ ڈالتے جاتے تھے۔

عزیزانِ من! اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے اور آپ کی محفل کو قبول فرمائے۔ بیماری کے باوجود مجھ سے رہا نہیں گیا۔ کیونکہ میں ضروری

Marfat.com

سمجھتا ہوں کہ میں شاہِ عارف کے بچوں کو شاہِ عارف سے تعارف کرواؤں، ورنہ حشر کے دن میں مُنہ دکھلانے کے قابل نہیں رہوں گا۔

عزیزانِ من! میری بات پر غور کرنا۔ گلہ کرتے ہیں کہ اولاد ستاتی ہے یہ ہے، وہ ہے۔ تم خدا کے پاس جیسا Indent بھیجو گے، مال ویسا ہی آئے گا۔ دُنیا میں بھی ایسا ہی ہے۔ تو ہماری جو لڑی تھی انہوں نے دنیا نہیں مانگی۔ دُنیا اُن پر ٹھونسی گئی۔ لیکن انہوں نے ہمیشہ کہا، " یا اللہ! اولادِ صالح عطا کیجیو! ولی عطا کیجیو، جو دین کی خدمت کرے۔ اسلام کی خدمت کرے اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے۔ اور مخلوق کی خدمت کرے۔" دُعائیں قبول ہو گئیں۔ عہدے بھی بڑے بڑے ملتے رہے۔ اللہ کا فضل تھا۔ زرعی زمینیں تھیں، کوئی تنگی نہیں تھی۔ تو ہماری لڑی سے سلسلہ تواتر سے چلا آرہا ہے، ابھی تک کہیں ٹوٹا نہیں ہے۔ اس فقیر کے اب جو بہن بھائی ہیں، آگے ہم نہیں کہہ سکتے۔

حضرت قطبِ عالم، قبلہ شاہِ عارف رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں پہلی اولاد تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ پہلی اولاد کو پہلوٹی کی اولاد کہا جاتا ہے۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ پہلوٹی کے بچے سے کتنا پیار ہوتا ہے۔ ماں بھی واری جاتی ہے، باپ بھی وارے جاتا ہے۔ بس آنکھ کا تارا ہوتا ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا یہ انعام تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خوبصورتی عطا کی تھی۔ یہ ہم سب بہن بھائیوں میں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ لیکن اس خوبصورتی میں نُورانی حُسن غالب رہتا ہے، دُنیاوی حُسن غالب نہیں رہتا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے خاص نمک عطا کیا ہوا تھا۔ خدوخال نقوش اور جامہ زیب جسم بھی۔ جو لباس پہنتے، کھپ جاتا تھا۔ کالج لائف میں زیادہ تر Combination پہنتے تھے۔ گرمیوں میں الفا کا بلیک جوتا اور مکھن جین پہنتے

Marfat.com

تھے۔ حمید نظامی آپ کے ہمعصروں میں سے تھے۔ وہ بھی اس وقت اسلامیہ کالج میں زیرِ تعلیم تھے۔ ایک دفعہ اس نے کہا " بھائی عارف، میرے ساتھ آجاؤ۔" کہنے لگے " میری اور آپ کی لائنیں جدا جدا ہیں۔" لیکن انہوں نے کیا سمجھنا تھا۔ بات ختم ہوگئی۔ اللہ کا یہ انعام تھا کہ ہم نے دنیا کو دین پر فوقیت نہیں دی۔ اگر ملازمت بھی کی تو عزت سے۔ جیسا کہ میرے چھوٹے بھائی جب ۱۹۴۸ء میں نیوی میں تھے، تو وہاں War exercises (جنگی مشقیں) ہو رہی تھی، جہاز کے سی او بار بار کہتا " ?Where is the duty officer (ڈیوٹی افسر کہاں ہیں) جواب ملتا " Sir, he was here (جناب وہ یہیں تھے)۔ اب رات کے بارہ بج چکے تھے۔ میرے بھائی کہنے لگے " رات کے بارہ بج چکے ہیں۔ میری عشاء کی نماز جا رہی ہے۔ یہ جھگڑا تو لگا ہی رہے گا۔ آخر یہ تو جنگی مشقیں ہیں، گہرے سمندر میں۔" پھر یہ اپنے کیبن میں گئے۔ پی کیپ الٹی کی اور نماز شروع کر دی۔ اس وقت کل چار پانچ ہی مسلمان افسر ہوتے تھے، ائیر فورس یا نیوی میں۔ باقی سب انگریز ہی ہوتے تھے۔ سی او اتفاق سے مسلمان تھا۔ وہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ان کے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ اطمینان سے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب نماز ختم کر چکے تو دعا مانگی۔ سی او نے سوچا کہ شاید افسر ٹینشن میں ہے اس لئے مسکرا کر پوچھا " ?For how long will this continue ("یہ سلسلہ کب تک چلے گا؟")

میرے بھائی نے جواب دیا Sir, the day I feel that my cap hinders my prayers, I will kick it and throw it.

میں اینٹیں اٹھانے والا مزدور بننا پسند کروں گا، دین نہیں بیچوں گا۔

Marfat.com

سی او نے کہا "میں نے جب نیوی I will not sell my religion جوائن کیا تھا، تو تمھاری طرح جوان تھا (نیوی اور آرمی کے Ranks میں یہ فرق ہے کہ نیوی کے رینک سے آرمی کا ایک رینک اوپر ہوتا ہے، یعنی نیوی کا لیفٹیننٹ فوج کے کیپٹن کے برابر ہوتا ہے۔ نیوی میں جب لیفٹیننٹ کمانڈر ہوتا ہے تو اس کو امبرائڈرڈ کیپ ملتی ہے اور پھر وہ سی او بن جاتا ہے) میں نے بھی بڑی نمازیں پڑھیں اور نوافل بھی۔ پہلے نفل گئے، پھر سنتیں گئیں اور پھر فرض گئے، اب دیکھوں گا کہ تم ان کو کب چھوڑو گے"۔ آپ نے کہا "میں جس دن یہ محسوس کروں گا" I will kick it. This I will not allow

(میں اسے لات ماروں گا) میں اس طرح نہیں ہونے دوں گا"۔

اللہ کی قسمت کہ قبلہ بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کو نوکری بھی ملی تو محکمہ مال میں، جو رشوت کے حوالہ سے بدترین اور بدنام ہے۔ جب ان کے علاقے میں ڈی سی کا کیمپ لگتا تھا تو ایسے ہوتا جیسے ایک بارات آئی ہوئی ہے۔ خیمے لگ جاتے۔ ان کی ڈیوٹی کے دوران ایک دفعہ ڈی سی کا کیمپ لگا۔ انسپکشن کے لئے۔ یہ بھائی جان سے ملے، بہت خوش ہوئے، انسپکشن شروع ہو گئی۔ بھائی جانؒ نے نمبردار، ذیلدار سب کو بلایا اور کہا کہ جو رسد جائے گی ان کے بل مجھے دے دیں۔

انہوں نے کہا کہ جناب آپ کیا بات کر رہے ہیں، یہ تو ہر سال ہوتا ہے، یہ تو ان کا حق ہے مجھ پر۔ بھائی جان نے کہا "کوئی حق نہیں ہے، نہ میں حرام کھاتا ہوں، نہ کھانے دیتا ہوں"۔ دس دن کا قیام تھا، ایک سو دس روپے کا بل بنا۔ ان دنوں یہ رقم بڑی چیز تھی۔ بھائی جان ڈی سی سے جا کے

Marfat.com

ملے۔ وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے۔

I am very happy with your work. From what I have seen during my stay here. My staff has given me an excellent report.

(میں آپ کے کام سے بہت خوش ہوں۔ اپنے یہاں قیام کے دوران میں نے جو کچھ دیکھا اور میرے اسٹاف نے (بھی) مجھے بڑی شاندار رپورٹ دی ہے) بھائی جان کہنے لگے "ٹھیک ہے سر۔

So nice of you. I have come to pay my respects and bid you farewell. This is the bill.

(یہ آپ کی عنایت ہے۔ میں آپ کو ہدیۂ احترام پیش کرنے اور خدا حافظ کہنے حاضر ہوا ہوں۔ یہ ہے بل) ڈی سی نے حیران ہو کر کہا۔

The bill, for what? (کیسا بل) جواب ملا

The bill for you and your staff's stay. It amounts to Rs.110.00.

(آپ کے اور آپ کے اسٹاف کے قیام کے مصارف کا بل۔ یہ ایک سو دس روپے کا ہے) اس نے کہا۔ "It has never happened"

(ایسا تو کبھی نہیں ہوا ہے۔) کہنے لگے۔ "لیکن اب کی بار یہ ہوا۔" But now it has happened. کہنے لگے۔

It has never happened. It is just a routine, try to pick it up.

(ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔ یہ تو معمول کا واقعہ ہے، سمجھنے کی کوشش کریں۔

Marfat.com

بھائی جان نے کہا " نہ تو میں حرام کھاتا ہوں، نہ کھانے دیتا ہوں، یہ پیسے تو آپ کو دینے پڑیں گے۔" ڈی سی کہنے لگا " اس وقت میرے پاس پیسے نہیں ہیں، مجھ پر وقت کی قید ہے تو بتا دیجئے۔" جواب ملا دس روز کی مہلت ہے۔" کہنے لگا " ٹھیک ہے، میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز سے کہہ کے بھجوا دوں گا۔"

محکمہ مال کا بھی ایک روزنامچہ ہوتا ہے جیسے پولیس کا ہوتا ہے۔ وہ پٹواری لکھتا ہے۔ جب پیسے نہیں آئے تو بھائی جان نے کہا کہ " روزنامچہ میں رپٹ لکھ دو کہ ڈی سی صاحب آئے، کیمپ کیا اور یہ کیا وہ کیا اور ایک سو دس روپے مبلغ خرچ ہوا اور بل صاحب بہادر کو دے دیا گیا تھا اور انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ رقم بھجوا دیں گے۔

اب دس روز ہو گئے ہیں، یہ بل ابھی تک نہیں ادا ہوا، جنہوں نے مال سپلائی کیا وہ ادائیگی کے لئے تقاضا کر رہے ہیں۔" جب یہ رپورٹ پہنچی تو ایک بڑا فساد مچا۔

But in the end the Deputy Commissioner had to pay the required amount.

(لیکن بالآخر ڈی سی کو مطلوبہ رقم ادا کرنی ہی پڑی۔)

اُن کی قابلیت جو تھی وہ خداداد تھی۔ ہمارے سارے گھرانے کو دینی علوم پر مکمل عبور ہے۔ میرے چھوٹے بھائی جب ائیر فورس میں تھے اور کوئی مناظرہ ہوتا تھا تو اُن .S.O.S بھیجا جاتا تھا۔ وہ فوراً پہنچ جاتے اور بس بخیئے ادھیڑ دیتے تھے۔ اسی طرح قبلہ بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تھا کہ جب مناظرہ ہو رہا ہوتا تھا اور لوگ ہارنے کے قریب ہوتے تو پیغام آتا تھا، آپ

Marfat.com

پھر پیچھے نہیں دیکھتے تھے۔ جلدی سے اچکن پہنی اور یہ جا وہ جا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پہنچتے ہی نعرے لگ جاتے تھے۔ آنِ واحد میں چت کر دیتے تھے۔ چاہے قادیانی ہو یا شیعہ۔

اس کے بعد یہ معمول تھا کہ پراٹھے اور مرغ بھُنا وغیرہ بیٹھ کر سب دعوت اُڑاتے۔ لیکن یہ مشہور تھا کہ جب وہ آ گئے تو بڑی مشکل ہے کانگریسیوں سے جب مناظرہ ہوا تو پیراگراف کے پیراگراف زبانی کہے۔ نہرو نے یہ کہا، گاندھی نے یہ کہا، زبانی۔ جیسے حفظ ہوتا ہے۔ اٹھنے نہیں دیتے تھے۔

ہماری والدہ صاحبہ کو ان سے بڑا پیار تھا۔ اُن کو بڑا سجا کے رکھتی تھیں بوسکی کی قمیص ہوتی تھی، سونے کے بٹن ہوتے تھے اور سونے کی زنجیر ہوتی تھی۔ پیار سب سے کرتی تھیں لیکن پہلوٹی والے بیٹے کی بات اور ہوتی ہے، جب آپ پیدا ہوئے تو میرے قبلہ والد صاحبؒ نے آپ کو حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا تھا۔ فرمایا۔ "یہ آپ کا غلام ہے، قبول فرمائیں اور جب تک یہ جوان نہیں ہوتا۔ میں اپنی آمدنی کا دسواں حصّہ آپ کے نام پہ دیتا رہوں گا۔ چنانچہ جب تک وہ جوان نہیں ہوئے زرعی اور دوسری آمدنی میں سے 1/10 حصہ نکالتے تھے۔ اس لئے بھائی جان کو دسوندی کہا جاتا تھا۔ دسوندی مسلسل دیتے رہے۔ جب وہ ملازم ہوئے تو قبلہ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ بیٹا اپنا دسوند خود نکال لیا کرو۔ تو وصال کے وقت میں نے دیکھا کہ ان کا ایک لفافہ پڑا ہوا تھا۔ اس کے اوپر لکھا ہوا تھا، دسوند شریف۔

میں اُن کے چہرے پہ ایک جبر دیکھتا تھا، ایک اضطراب تھا، چونکہ میں بھی درویشوں کے پاس جاتا تھا، تو میرا گمان یہی تھا کہ یہ کیفیت اضطراب

Marfat.com

کی تھی ان کی ۔ اور یہ گرہ تو مردِ کامل ہی کھولتا ہے۔ آپ لوگوں کو تو ہوا بھی نہیں لگی ۔ آپ کو تو گود میں بٹھا کر چوسنی مُنہ میں ڈالی گئی ہے ۔ کیا کسی سے مجاہدہ کروایا گیا ہے ؟ بولو، کوئی بھی ہے ، مجھے بتاؤ ۔ بڑے بڑے حلقے جو ہیں وہاں بیس بیس برس سے بیٹھے ہوئے ہیں جُنبش بھی نہیں ہوتی ۔ نعرہ ، ھُوھا، اور رقص تو بڑی چیز ہے، وجد تو بڑی چیز ہے ۔

عزیزانِ من! اس لئے میں نہیں کہتا کہ غرور ہو جاتا ہے ۔ لیکن آپ میں مردوں میں، عورتوں میں اور بچّوں میں ایسے ہیں جن سے کام لیا جا رہا ہے لیکن اُن کو پتہ نہیں ہوتا، آنکھ لگتی ہے اور انہیں پہنچا دیا جاتا ہے اُن کے رُوحانی دفتر میں ۔ صبح ان کی یادداشت جو ہے وہ ختم کر دی جاتی ہے، لیکن اُن کو یہ محسوس ہوتا ہے ۔ کیونکہ جسم غیر معمولی طور پہ تھکا ہوا ہوتا ہے ۔ دن میں بھی غیر معمولی تھکان رہتی ہے ، دباؤ بھی پڑتا ہے ، یہ راز ان پہ تب کُھلتا ہے جب وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کیونکہ دربار کے لائق وہی ہے ، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق وہی ہے جو راز افشا نہ کرے ۔ یہ پہلی شرط ہے ۔ تو اُن کے اندر یہ عجیب کشمکش تھی ۔ ایک دفعہ جب کوئی اُن کے پاس آجائے تو اُٹھنے کا نام نہیں لیتا تھا ۔

جب ربِ کریم نے بھائی جان رحمتہ اللہ علیہ پہ کرم کیا تو وہ خود فرماتے تھے ۔ کہ ”جو تجلّی مجھ پہ فرمائی گئی ہے، اس کے متعلق میں کیا کہوں ۔ میں اپنا حال بیان نہیں کر سکتا“ اور میرے قبلہ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اِن کا ہاتھ کیوں دیا تھا حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ؟ اس لئے دیا تھا کہ میرے قبلہ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ جب سات برس کے تھے تو اُن کا بھی دستِ مُبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور غوثِ پاک رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دے دیا تھا ۔ یوں چلا آ رہا ہے ۔

Marfat.com

کڑی ہوتی ہے۔ آپ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں۔ سلسلہ کا آپ پر خیر ہے۔ شاہ عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آپ پر کرم ہے۔ فقیر بھی اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ دے ہی دیتا ہے۔ میری والدہ محترمہ کا آپ پر خیر ہے۔ اتنے اولیاء اور خواجگان ہیں کرم کے لئے۔ سب سلسلے مہربان ہیں۔

آپ کے قبلہ شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ اور یہ فقیر حقیر اور ناچیز جو بول رہا ہے، اس کو بھی سب سلسلوں میں رسائی ہے۔ تو بات یہ ہے کہ جیسا مانگو گے ویسا ملے گا۔ آپ جب اولاد مانگتے ہو تو کہتے ہو "یا اللہ اولاد دے دے، بیٹا دے دے"۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ صالح دے، نیک دے، خوبصورت دے، جو دین کی خدمت کرے۔ ایسا دے جو خوشحال ہو، ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے۔ اطاعت گزار ہو، یہ لکھ کر بھیجو پھر میں بھی دیکھوں کہ صالح اولاد کیسے نہیں ملتی۔ ہمارے یہاں تو اسی طرح جدّی پُشتی آرہے ہیں۔ ہمارے یہاں تو یہی انڈرینٹ مسلسل چلا آرہا ہے، تواتر کے ساتھ، تسلسل کے ساتھ۔ اس میں کوئی بریک نہیں ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ کا آپ پر انعام ہوا تو اتنی زبردست تجلی پڑتی تھی کہ جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور کیفیت کا میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔

میں نے دروازہ دس دن تک بند ہی رکھا، کھولا نہیں۔ وہاں نوانٹری (داخلہ ممنوع) والا معاملہ تھا۔ میرے لئے وہ وقت بڑا سنگین تھا، میں بیان نہیں کرسکتا۔ میری گود میں اُن کا سر ہوتا تھا۔ اکثر یہ ہوتا تھا کہ ان کا جسم برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ جب میں نبض دیکھتا تو وہ چل نہیں رہی ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ انتقال کر گئے ہوں۔ پھر کبھی اچانک ایسا ہوتا تھا جیسے ہواؤں سے ایک آواز گونج ہوتی ہوئی آئے۔ جیسے ایکو (Echo) بظاہر

Marfat.com

معلوم ہوتا تھا جیسے ہزاروں میل سے ایکو آرہی ہے اور اس آواز میں ایسی خوبصورتی اور کشمکش ہوتی تھی کہ دل چاہتا تھا کہ اس کو سنتے رہو۔ اس میں ایسے نکات بیان ہوتے تھے کہ میں کیا بتاؤں۔ میرے پاس اُس وقت ٹیپ ریکارڈر نہیں تھا ورنہ میں ریکارڈ کر لیتا۔ اُن کا سر چونکہ میری گود میں تھا، تو میں لکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ دو تین دن کے بعد میں نے کہا "بھائی جان! میں بھی درویشوں کی جوتیاں سیدھی کرنے والا ہوں۔ مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔"

کہنے لگے "کیوں، کیا بات ہے؟" میں نے عرض کیا "یہ جو آوازیں آتی ہیں، یہ کیا سلسلہ ہے۔ آپ کا سر تو یہاں ہوتا ہے، آواز آپ کی جو ہوتی ہے، جسے میں پہچانتا ہوں، وہ ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے ہزاروں میل سے آرہی ہے۔ جیسے کوئی گونج ہے اور اتنی دلکش گونج ہوتی ہے۔" مسکرائے اور فرمانے لگے۔ "افضل بیٹے! بتانے والی بات نہیں ہے۔" میں نے کہا "آپ کی مرضی۔" کہنے لگے "بتائے دیتا ہوں۔ ایک مقام ہے، مقامِ اعلیٰ، جہاں مجھے خطاب کرنا پڑتا ہے، تو میں خطاب کرتا ہوں، یہ وہ خطاب ہے۔ چونکہ میرے رُوح اور جسم کا تعلق ہے۔ اس لئے ایکو پیدا ہوتی ہے اور جو نکات ہیں وہ اس مقام کے لیول (سطح) کے مطابق بیان ہوتے ہیں آپ ان نکات کو نہیں سمجھو گے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ آپ تین دن خطاب کرتے رہے۔ صرف نماز کے لئے اٹھتے تھے لنگر کھانے کے بعد خطاب جاری رہتا تھا۔ ایک یونیفارمڈ افسر بھی وہاں موجود تھا۔ دل میں کچھ گھبراہٹ تھی لیکن ان کا اتنا ادب تھا کہ وہ ہلا تک نہیں۔ تیسرے دن جب خطاب ختم ہوا تو وہ گھر گیا۔ وردی پہنی اور کار لیکر ماری پور بھاگا۔ وہاں پہنچنے پر جب اس کا ماتحت آیا

Marfat.com

تو اس افسر نے کہا "خیریت تو ہے ۔کسی نے پوچھا تو نہیں ؟" اس کے ماتحت نے جواب دیا : "پوچھنا کیا تھا صاحب" کہا میرے متعلق ۔کہنے لگا : "میں نہیں سمجھا کہ کیا پوچھنا تھا ۔آپ روز موجود ہوتے ہیں ، اور وہ فائلیں، جو میں لاتا ہوں ، آپ دستخط کرتے ہیں ۔" اس پر وہ کہنے لگا : " میں مذاق کر رہا تھا It's all right "۔ جب ڈیوٹی سے آف ہوا تو وہ وہاں سے اُٹھا اور سیدھا قبلہ بھائی جان کے پاس پہنچا ۔ پاؤں پہ سر رکھ کے رونے لگا ۔ قبلہ بھائی جان فرمانے لگے : "بھئی جو بٹھاتا ہے ، وہ ذمیداری بھی لیتا ہے " اتنا تصرّف تھا کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔

قبلہ بھائی جان کا اب بھی تصرّف ہے ۔ان کے تصرّف کو ان کے مرید اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے ۔جو اُن کے مرید نہیں بھی ہیں ، انہوں نے جا کر ہمارا حوالہ دیا ، یا قلندرہ کا ، اور مزار شریف پر جا بیٹھا تو اسکی مشکل حل ہو گئی ۔ پھر اس کا دل ہی نہ کرے اٹھنے کو ۔ دو دو تین تین گھنٹے بیٹھا رہے ۔ پہلی نگاہ میں وہ کہتے ہیں کہ اتنی جاذبت ہے کہ کھینچ لیتے ہیں ۔ اٹھنے ہی نہیں دیتے ۔ میں نے کہا : یہی ان کا کمال ہے ۔جب پردہ نہیں فرمایا تھا ۔یہی ان کا کمال تھا ۔ان کے لنگر پہ پچیس تیس آدمی ایک وقت میں کھاتے تھے ۔ میں بہت کم جاتا تھا ۔ ایک دن جب اس بارے میں فرمایا تو میں نے کہا : آپ کے گرد سیکرٹیری ، کرنل ، صنعتکار ہوتے ہیں ۔ یہ سب منافق ہیں ۔ میں اس لئے نہیں آتا " مسکرائے کہنے لگے : تمہارا کیا خیال ہے وہ رب کو ڈھونڈنے آتے ہیں ۔ وہ اپنے کام بنوانے کیلئے آتے ہیں ۔ دُعا کرواتے ہیں ۔ میں ان کو کوئی وظیفہ بتا دیتا ہوں ۔ پڑھ لیتے ہیں ۔ اس بہلنے

Marfat.com

خدا کے دربار میں آگے کر دیتا ہوں ۔ اب اللہ تعالیٰ کرم کر دے ۔ باقی ابھی تک رب کا راستہ مانگنے والا کوئی نہیں آیا۔

ایک دن مجھے کہنے لگے کہ : "آج تم نے رات کو آنا ہے۔" میں نے کہا : "مشکل ہے ، میرے پاس وقت نہیں ہے"۔ کہنے لگے : "میں جو کہہ رہا ہوں " میں نے کہا : "جی ، آپ کے گرد جو مخلوق ہوتی ہے ، میرا دل نہیں لگتا ۔ پکّے دنیا دار ہیں"۔ کہنے لگے : "نہیں افضل میاں ، آج آجانا"۔ میں نے کہا کہ "کیا کوئی خاص بات ہے ؟" کہنے لگے : ہاں خاص بات ہے "۔ چنانچہ رات کو میں چلا گیا ۔ میں جب جاتا تھا تو دور بیٹھتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ کہتے تھے کہ : "افضل میاں یہاں آؤ "۔ وہ خود مسند پر بیٹھے ہوتے تھے ۔ پاس بٹھا لیتے تھے ۔ میں نے کئی دفعہ کہا کہ نظر لگ جاتی ہے اِس سے ۔ فرماتے : "کوئی بات نہیں ، لگ جائے" خیر میں بیٹھ گیا ۔ کھانا Serve ہوا ۔ عجیب شاہی مزاج تھا ان کا ۔ ہر ایک کے لئے اُس کی حیثیت کے مطابق کراکری ہوتی تھی ۔ اگر وہ جنرل ہیں تو ان کی کراکری علیحدہ ، اگر سیکرٹری ہیں تو ان کی کراکری علیحدہ ، ہر ایک کی علیحدہ ۔ لیکن کھاتے وقت توجّہ اُن کی غریبوں پر ہوتی تھی ۔ انہی سے پوچھتے تھے اور کہتے تھے کہ کھاؤ ، اور کھاؤ ، اور لو ، اور لو ۔" اِدھر ان کے لئے رکھ دیا ، کھائیں یا نہ کھائیں ۔ جب فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ کچھ Foreigners (غیر ملکی) ہیں ۔ میں نے کہا : "بھائی جان خیریت تو ہے ؟" کہنے لگے : معلوم ہو جائے گا ۔" تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے پہلی دفعہ After a long time (عرصۂ دراز کے بعد) انگریزی میں خطاب کیا۔

Marfat.com

چار بج گئے اور خطاب جاری تھا۔ اس کے بعد وہ جنرلز کہنے لگے کہ : "ہم مُلک دَر مُلک گئے۔ Mystics ملے، تصوّف والے ملے، لیکن ہماری کوئی تسلّی نہ کر سکا This is the first time that we are satisfied (یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہم مطمئن ہیں) یہ شان تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمِ لدنّی عطا کیا ہُوا تھا۔ بڑے بڑے علماء آتے تھے۔ زانوئے ادب تہ کرتے تھے۔ کہتے تھے: " بھائی جان، یہ نکتہ سمجھنے سے رہا۔" بس ایک منٹ میں وہ حل کر دیتے تھے۔ وہاں کیا دیر ہے۔ یوں جھانکا اور پڑھ لیا۔ یہ عام کتاب تو سیاہی سے لکھی ہوئی ہے۔ اسکو دیکھنے سے سیاہی ملے گی۔ خیر جب وہ چلے گئے تو بڑے بھولے پن سے مجھے کہا: " افضل میاں، میں نے تو تمہیں اس لئے بلایا تھا کہ میری انگریزی تو ٹھیک ہے نا؟ آج بڑی مدّت کے بعد خطاب کیا ہے۔ میں نے کہا: "آپ نے بڑی بامحاورہ انگریزی بولی اور بڑی Simple بولی۔ اور آپ اپنے Subject (موضوع) سے ہٹے نہیں۔" کہنے لگے: "مجھ سے کہا گیا تھا کہ جنرلز کا گروپ آیا ہُوا ہے چار پانچ کا۔ مختلف پیروں سے مِلا ہے۔ ملک در ملک۔ ہندو Mystics سے بھی مِلا ہے۔ تو اس نے اُن لوگوں سے کہا کہ میں آپ کو ایک صوفی کے پاس لے چلتا ہُوں۔ آپ خود فیصلہ کیجئے گا۔ ان سے ملنے کے بعد۔ جب یہ کہا تو بھائی جان نے کہا کہ انکو کہو کہ لنگر کھالیں۔ کھانا ہمارے ساتھ کھالیں۔ کھانا کھایا مزیدار ـــ تو وہ رات بھی مجھے یاد ہے۔

ہم ان سے ہلکا سا مذاق بھی کر لیتے تھے۔ اتفاق سے ایک دفعہ میں

Marfat.com

گیا۔ رات کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔ اندر اطلاع کرا دی کہ افضل میاں آئے ہیں۔ فوراً باہر آئے۔ کہنے لگے: "اندر کچھ فیملیز بیٹھی ہوئی ہیں، لیکن کوئی بات نہیں، اندر آجاؤ۔" پھر پوچھا: "خیریت تو ہے کیسے آنا ہُوا؟" میں نے کہا کہ: آج کلب نہیں گئے تھے۔ دل میں کہا چلو اس کلب میں چلتے ہیں۔" میرے ساتھ شیخ صاحب بھی تھے۔ کہنے لگے: شیخ صاحب، سُن رہے ہو افضل کی بات۔" پھر مجھ سے کہا: "یہ کلب ہے؟" میں نے کہا۔ "جی ہاں یہ کلب ہے۔ کلب میں بھی عورتیں اور مَرد ہوتے ہیں۔ کلب میں جو چیز مانگو ملتی ہے کافی یا چائے یہاں بھی سب ملتی ہے، تو یہاں آگیا ہوں۔" کہنے لگے: "کیا پیو گے؟" میں نے کہا: "جی کافی پلوا دیں" کہنے لگے: "میں Busy (مصروف) ہوں" میں نے کہا: "میں تو انتظار نہیں کروں گا، کافی پی کر چلا جاؤں گا۔" چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ سے دی۔

اُن کی دَریا دِلی کے ایک دو واقعات سُناتا ہوں۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک شخص آیا۔ بھری محفل میں کہا: "قبلہ حاجت مند ہوں" قبلہ بھائی جان کی واسکٹ لٹکی ہوئی تھی۔ فرمایا: "یہ واسکٹ لٹکی ہوئی ہے، اپنی حاجت پوری کر لو۔" وہ واسکٹ اٹھا کر لایا تو آپ ناراض ہو گئے جلال میں آکر کہنے لگے: "اگر میں نے تمہیں اس میں سے نکال کر دینا ہوتا تو تمہیں یہ کیوں کہتا کہ تم واسکٹ میں سے نکال کر اپنی حاجت پوری کر لو۔" کہنے لگا: جی میری ضرورت زیادہ ہے۔ پوچھا کتنی ہے؟ کہا: دس ہزار کی۔ فرمایا نکال لو اس سے۔"

Marfat.com

ایک شخص آیا۔ وہ رام پور کا تھا۔ رامپور کے لوگ جو ہیں وہ کچھ مشہور ہیں۔ اچھے بھی ہیں، بُرے بھی ہیں۔ وہ اس وقت تو بنک میں منیجر تھا، بعد میں سینئر ایگزیکیوٹو وائس پریزیڈنٹ ہوگیا۔ اب تو انتقال ہوگیا ہے اس کا۔ پاؤں دبانے لگا۔ خیر آپ مسکراتے رہے۔ جب دس پندرہ منٹ ہوگئے، تو آپ نے کہا: "رام پوری ٹھگ، جو بات کرنی ہے کر، کیوں میرے پاؤں کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔" کہنے لگا: "بھائی جان، میں بڑی مصیبت میں ہوں۔" فرمایا: "خیریت؟" کہنے لگا میں نے دو دن کی چھٹی لی ہے۔ مجھے نوٹس ملا ہے۔ آپ نے پوچھا: "کس بات کا؟" کہا: میرا ایک کزن انڈیا گیا ہوا ہے۔ جب میں انڈیا گیا تو میرے کزن کے باپ نے مجھے پندرہ ہزار روپے دیئے کہ "یہ ہمارے بیٹے کو دے دینا۔" آپ نے پوچھا: "اب کیا بات ہوگئی؟" اس نے کہا: اس نے جی بنک میں شکایت کر دی۔ بنک نے کہا کہ اگر آپ یہ کلیئر نہیں کرتے تو We will terminate your services کہنے لگے اچھا یہ الماری کھولو، پندرہ ہزار لے لو اور بس اب میرے پیروں کی شامت چھوڑ دو"

ایک صاحب تھے کافی بڑے آدمی۔ میں ان کا Status نہیں Define کرنا چاہتا۔ پتہ نہیں پندرہ بیس ہزار روپے کی انہیں ضرورت پڑی۔ قبلہ بھائی جان اس سے محبت کرتے تھے، پیار کرتے تھے۔ یوں محبت تو سب سے کرتے تھے اور دوسرے جو آتے تھے، وہ بھی دیوانے ہوتے تھے۔ صبح کے چار بج جاتے،

Marfat.com

کوئی اُٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ چائے کا دور چلتا رہتا تھا۔ کھانے کا وقت آ گیا تو لنگر کھا لیا، اور پھر چائے چلتی رہتی تھی۔ اُس نے کہا: "مجھے ضرورت پیش آئی ہے۔" پوچھا: کیا ضرورت؟ کہا: میری مدد کریں۔ کہنے لگے: کیا ضرورت آ گئی؟ کہا: مجھے بیس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔" رقم دے دی۔ تین چار مہینے کے بعد تک وہ آیا ہی نہیں۔ اس نے آنا ہی بند کر دیا۔ آپ نوٹ کیجئے۔ کیا شانِ جمالی ہے۔ آپ نے ایک صاحب کو جو اس کے پاس پی اے تھا کہا: میاں، اسکو کہو کہ اس بیس ہزار پر تو تھوکو، ہم فقیروں سے محبت تو نہ توڑو۔ ہم تمہارے انتظار میں رہتے ہیں۔ کیا ہم نے تم سے تقاضا کیا ہے، یا پوچھا ہے؟" لیکن پھر وہ آیا نہیں حالانکہ آپ نے کہا کہ فقیر سے محبت تو نہ توڑو، حاضر تو ہو۔

ایک فوجی افسر تھا۔ ایک دن اس نے گمان کیا کہ میں قبلہ بھائی جان کی افطاری کرا دوں۔ جب افطاری کا وقت ہوا تو وہاں کم و بیش پینتالیس آئٹمز تھے اور کمرے میں صفیں اور قطاریں بنی ہوئی تھیں شروع ہوئے۔ لوگ اپنے گھروں سے بھی افطاری لاتے تھے، وہ بھی رکھ دی۔ اس کے بعد اس شخص نے اپنے ساتھی سے کہا کہ: "میرا دل چاہتا ہے کہ میں افطاری کراؤں لیکن نہیں کروا سکتا۔ یہ انہی کی ہمت ہے۔"

ایک صاحب بڑے افسر تھے۔ جب انہوں نے دعوت کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا: "میں اپنی اولاد کے ساتھ چلتا ہوں، ویسے نہیں کھاتا۔ میں دعوت اکیلے نہیں کھاتا۔ جب میری اولاد کھاتی ہے تب میرے

Marfat.com

پیٹ میں جاتا ہے۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے حضور"۔ فرمایا: اس میں غریب بھی ہوں گے اور امیر بھی ہوں گے"۔ وہاں گئے۔ جب کھانا لگا تو انہوں نے دیکھا کہ اُن کے سامنے پلاؤ بھی ہے اور مرغی بھی اور اُدھر ایک معمولی ڈش رکھی ہے۔ فرمایا یہ اُدھر کیوں نہیں دیا؟ کہنے لگا: حضور یہ آپ کے لئے ہے۔ پکڑے اور یوں پھینک کر فرمایا: تمہاری ایسی کی تیسی۔ تمہاری دولت اور ثروت کوئی چیز نہیں۔ تم فقیر کو نہیں سمجھے۔ تمہارا کیا مطلب ہے۔ میرے دسترخوان پر غریب اور غذا کھائے اور میں اور غذا کھاؤں"۔ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس نے معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا نہیں اور وہاں سے چلے آئے۔

آپ نے غریبوں کے وظیفے باندھے ہوئے تھے۔ غریب طالب علموں کے وظیفے باندھے ہوئے تھے۔ چنانچہ جب آپ کا انتقال ہوا تو لفافوں پر لکھا ہوا تھا، جو پھر مجھے Dispose off کرنے پڑے۔ یتیم لڑکیوں کے لئے علیحدہ لفافہ ملا۔ پھر مجھے وہ لڑکیاں تلاش کرنا پڑیں اور رقوم پہنچانا پڑیں۔ اس طرح ان کے جو لفافے تھے وہ کلاسی فائیڈ تھے۔

ایک دفعہ آپ نے حضور صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری دی اور کہا "حضور ایک عرض ہے"۔ آواز آئی: بتایئے۔ عرض کیا: یہ "سامنے کیا چیز ہے۔ ہمارے خاندان میں کسی نے نذر نذرانہ نہیں لیا، نہ پیری فقیری کی ہے۔ ولایت تو آرہی ہے۔ اب یہ میرے متھے پہ پڑ گئی ہے۔ تو میں کچھ کاروبار کرلوں؟" آپ نے ارشاد فرمایا: "کاروبار کیوں۔ آپ کے لئے اجازت نہیں ہے۔

Marfat.com

آپ کے لئے صرف نذرانے کا حکم ہے۔آپ لے سکتے ہیں۔ اور اگر منظور نہیں تو پھر آپ اُس دنیا میں چلے جائیں۔اِس دنیا میں آپ کا کوئی کام نہیں ہے،، اسی بنا پر وہ نذرانے لیتے تھے۔کوئی پانچ سو ۵۰۰ روپے نذرانہ دیئے گئے ہیں اور ساتھ گھر والے آئے اور پندرہ دن تک رُک گئے۔ اپنی مرضی کے کھانے پکوا کے کھا گئے۔آپ حساب لگا لیجئے کیا ہے: کوئی تین سو روپے دے گئے، تو آپ انتظار کرتے تھے عید والے دن کا۔آپ مریدوں کے گھر چلے جاتے تھے۔ دعوت بھی قبول کر لیتے تھے۔ تین سو روپے ملے تھے تو بہانہ ڈھونڈتے تھے اور اس کے گھر پہنچتے۔ السّلام علیکم وعلیکم السّلام۔حضرت آگئے۔چلتے وقت بیس روپے اس کو بیس روپے اُس کو کر کے تین سو دس روپے بنا دیئے۔ یعنی دس روپے اور اوپر دیئے۔جو ان کی ضرورت تھی وہ بہت معمولی تھی۔ اُن کی ضرورت سگریٹ تھی۔ اور یہ بیماری کی وجہ سے تھی۔ ان کو دل کا عارضہ تھا۔ان کے دل کی Dilation (بڑھ جانا) اتنی تھی کہ جب ڈاکٹر صاحب اسٹتھواسکوپ لگاتے تو ناف تک محسوس ہوتا تھا۔جنرل ذوالفقار نے جب معائنہ کیا تو کہنے لگا، یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کے دل کی حالت یہ ہو اور دماغی بیداری (Mental activity) اتنی زبردست ہو۔ یہ بہت غیر معمولی بات ہے۔جس ڈاکٹر کو بھی دکھاتے' معائنہ کے بعد ماتھے پہ ہاتھ رکھ لیتے اور کہتے "In this condition how is he continuously speaking and blessing the people throughout" (اس حالت میں یہ کس طرح متواتر باتیں کر رہے ہیں

Marfat.com

اور لوگوں کو خیر و برکت کی دعائیں دے رہے ہیں) عمر اتنی اور مزاج ایسا ہے۔ ہنس بھی رہے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ایسی حالت میں مریض زندہ تو رہتا ہے یعنی دل کی ایسی (Dilation) کی حالت میں لیکن کوما (Coma) میں۔ وہ ہوش میں نہیں رہ سکتا ہے۔ یہاں معاملہ ہی اُلٹ ہے۔ جب میں نے کہا کہ یہ آپکی سمجھ میں نہیں آسکتا، تو اس نے پوچھا: "وہ کیا بات ہے؟" میں نے کہا: بس بات کچھ اور ہے۔ جیسے آپ کا علم ہے آپ سمجھانا بھی چاہیں تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ آپ ہارٹ اسپیشلسٹ ہیں۔ اسی طرح یہ جو علم ہے، ہم آپ کو نہیں سمجھا سکتے اور نہ آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔" اس موقع پر بھائی جان فرمانے لگے: "ڈاکٹر صاحب میں ٹھیک ہو جاؤں تو انشاء اللہ شکار کا انتظام کریں گے!" اس پر ڈاکٹر صاحب نے کہا: "Now see his humour, see his guts"

(ملاحظہ ہو ان کا مزاج اور ہمت)

ایک بار آپ قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ ان کی بھی سفید داڑھی ہو چکی تھی۔ فرمانے لگے: "عارف بیٹھ جاؤ۔" آپ کرسی پر بیٹھ گئے۔ بس منظر دیکھتے ہی سمجھ گئے۔ والد صاحب نے فرمایا: "دو تین دن کی بات ہے۔" تو آپ خاموشی سے رونے لگے۔ ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ بیٹا کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو جائے، ماں باپ کیلئے تو وہ بچہ ہی ہوتا ہے۔ قبلہ والد صاحب نے فرمایا۔ عارف حوصلہ کرو۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اللہ بہتر ہی کرے گا۔" لیکن آپ خاموشی سے روتے ہی رہے۔ پھر اجازت لیکر چلے گئے۔ بس دوسرے

Marfat.com

دن قبلہ والدصاحب کا انتقال ہوگیا۔

قبلہ والدصاحب کا وصال آپ کے وصال سے چھ ماہ پہلے ہو چکا تھا۔ ایک دن قبلہ بھائی جان نے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی۔ آپ کے ہمراہ ڈاکٹر سراج تھے جو گریڈ کے افسر تھے۔ قبلہ والدصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے سامنے جو پلاٹ تھا آپ نے وہاں چھڑی ماری اور فرمایا: "ڈاکٹر صاحب، کیا یہ پلاٹ حاصل کیا جا سکتا ہے؟" ڈاکٹر صاحب نے کہا: "حضور یہ ممکن نہیں۔ سی ڈی اے کا قانون یہ ہے کہ جو پہلے آئے، وہی لے لے۔ یہاں (Reservation) (پیشگی محفوظ کرانے) کا کوئی قانون نہیں ہے۔ قبلہ بھائی جان فرمانے لگے: میں چاہتا ہوں کہ وصال کے بعد میرا سر میرے قبلہ والد صاحب کے قدموں میں ہو۔" کبھی آپ کو جانے کا اتفاق ہو تو آپ دیکھیں گے کہ قبلہ والد صاحب کے قدم اور قبلہ بھائی جان کا سر ایک ہی سیدھی لائن میں ہیں۔

آپ آخری ساعت تک سو نہیں سکتے تھے۔ آپ کے سامنے تکیے ایک کے اوپر ایک رکھے ہوتے تھے۔ آپ بیٹھے بیٹھے ہی اپنا سر اُن پر رکھ کر کچھ لمحوں کے لیئے آنکھ بند کر لیتے تھے۔ بہر حال آخری دن، فجر کی اذان کا وقت تھا، اور جیسے ہی آخری گھڑی آن پہنچی تو ذکر جہر جاری تھا:

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ ۔

چنانچہ جامع مسجد میں ان کا جنازہ شریف لایا گیا۔ اتفاق سے جنازہ باہر لان میں رکھا ہوا تھا کہ بارش شروع ہو گئی۔ مجھے ان لوگوں نے کہا کہ جنازہ مسجد کے اندر رکھ دیں۔ میں نے کہا یہ میرے بھائی ہیں، کوئی شک

Marfat.com

نہیں بڑے ہیں ، لیکن شریعتِ مقدّسہ کو میں تبدیل نہیں کر سکتا ۔ میں بے اختیار ہوں ۔ اس وقت اس علاقہ کے اختیاری امام کو بلاؤ ۔ اگر امام وقت کہے کہ اندر لے آؤ ، تو میں لے جاؤں گا " جونہی میں نے یہ کہا تو مائیک پر اعلان ہوا کہ جن بزرگ کا جنازہ باہر ہے اسے اندر لے آئیں قبلہ بھائی جان عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم تھے ۔ فقیرِ توحیدی بھی تھے ۔ فقیرِ محمدؐی بھی تھے ۔ ان کی شان بیان نہیں ہو سکتی ۔ تو جب جنازہ اندر لے گئے تو اسے منبرِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھا گیا ۔ بارش زوروں کی ہو رہی تھی ۔ جامع مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی (اس کے بعد جنازہ سینٹر میں رکھا گیا ۔ تو جسطرح طواف کرتے ہیں کعبہ کا ، لوگ طواف کی صورت میں اسی طرح گھومتے رہے اور آخری دیدار کرتے رہے ۔ جب آخری شخص دیکھ چکا تو بارش تھم گئی ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نکلنے نہیں دیا کسی کو کہ یہ میرے دوست کا جنازہ ہے ۔ زیارت کر کے جاؤ ۔ بارش اتنی زور کی تھی کہ کسی کی ہمت باہر جانے کی نہیں تھی ۔ کسی کا دل چاہا یا نہ چاہا اُسے زیارت کرنا پڑی ۔ آخری وقت بھی قبلہ بھائی جان نے جلوے دِکھائے ۔

بس پھر ٹیلیفون کھڑکنے لگ گئے ۔ " میں ڈپٹی کمشنر لاہور بول رہا ہوں ،، اور کوئی کہے : میں کمشنر فلاں بول رہا ہوں ۔،، اور کوئی کہے : " میں جنرل فلاں بول رہا ہوں ، جنازہ کس وقت ہے ،، میں تو ان لوگوں کا پہلے ہی خلاف تھا ۔ یہ منافق قوم ہے ۔ میں نے کہا : اب ڈھونڈو اس وقت کو ۔ وہ باتیں نہیں آئیں گی ۔" پھر بعد میں جب کسی نے فون کیا

Marfat.com

تو میں نے کہا: دیکھئے میرے یہاں کسی امیر کی گنجائش نہیں ہے۔ میں فقیر ہوں، غریبوں کیلئے بیٹھا ہوں۔" کہا: ہم بھی آپ کے بچے ہیں"۔ میں نے کہا: آپ کے مرشد موجود ہیں۔ مزار موجود ہے۔ آپ وہاں جائیں۔ میرے پاس کوئی کام نہیں ہے۔" تو وہاں مشہور تھا کہ کوئی امیر آدمی وہاں نہیں جا سکتا۔ لیکن عزیزانِ من! میں نے غریبوں کو بھی دیکھا ہے ان کے دلوں میں گنجائش نہیں۔ اس لئے کہ ان کے پاس دینی تعلیم نہیں ہے جب میں کوئی چیز بتاتا تو وہ پریشان ہو جاتے۔ اُن کو نہ قرآن شریف آتا ہے اور نہ کوئی اور چیز۔ تو ایسے لوگوں کو میں وظیفہ ہی بتا سکتا ہوں۔ لیکن یہ وظیفہ بھی یاد نہیں کرتے تھے۔ تو میں انہیں بتاؤں تو کیا بتاؤں۔ لیکن میں نے بڑے تحمّل سے کام لیا۔ جب مجھے مسند سنبھالنے کے لئے قبلہ بھائی جان کا حکم ملا، تو میں نے اصرار کیا کہ میں نہیں لیتا، میں اسی حالت میں ٹھیک ہوں۔ یہ بوٹائی (Bow-tie) بہت اچھی ہے۔ اس میں امن بہت ہے۔ پیری بڑی مشکل چیز ہے۔ اس میں گروہ بندیاں، فتور اور کیا کیا نہیں ہوتیں۔ آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ گدّیوں پر جھگڑا ہوتا ہے قبلہ بھائی جان کا جب اصرار ہوا تو میں نے کہا کہ آپ کے لوگ تو مجھے پسند ہی نہیں کرتے اور آپ اصرار کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: "اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں۔"

آخری دفعہ جب قبلہ بھائی جان نے خطاب کیا تو وہ ربیع الاوّل کا مبارک موقع تھا۔ کئی ہزار آدمی تھے۔ وہ ڈائس پر تشریف فرما تھے۔ میں اندر ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے ساتھ ڈاکٹر سراج اور تین چار

Marfat.com

افسر تھے ۔ ایک صاحب نے آکر کہا کہ قبلہ بھائی جان آپ کو یاد کر رہے ہیں ۔ میں نے کہا کہ : ان سے کہیں کہ میں نہیں آسکتا، میرے ساتھ میرے دوست ہیں ۔" وہ صاحب جاکر دوبارہ آئے اور کہنے لگے ؛ وہ فرما رہے ہیں کہ آکر میری بات سُن جاؤ ۔" جب میں قبلہ بھائی جان کے پاس پہنچا تو میں نے کہا: "آپ کیوں مجھے مخلوق کے سامنے کر رہے ہیں ۔ اس میں میرے دوست بھی ہیں ، دشمن بھی ۔ میرے ساتھ جو لوگ آئے ہیں ، افسر ہیں ' داڑھی مونچھ منڈے بھی ہیں ۔ ان میں کوئی شرابی بھی ہے ۔ تو یہ آپ کی عزت ہے ۔" فرمانے لگے : اُن کو بھی لے آؤ ۔ آج تم نے میرے ساتھ بیٹھنا ہے ۔" بس اسی وقت میرا ماتھا ٹھنکا کہ مجھ پر کوئی بڑی ذمے داری آنے والی ہے ۔ اس سے پہلے قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جب چالیسواں ہوا تو قبلہ بھائی جان نے فرمایا کہ "میرے پاس بیٹھو ۔" تو بس آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے ۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ بوٹائی (Bow-tie) سب چھٹنے والی ہے ہے ۔ میں نے انکار کیا اور کہا یہ میرے بس کی بات نہیں ، قبلہ بھائی جان مجھے معاف کر دیں ۔ آپ کے ساتھ کیا کیا ان لوگوں نے ۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میرے ساتھ بھی وہی کچھ ہے ۔" خاموش ہو گئے لیکن جب بہت اصرار ہوا تو پھر میں سمجھ گیا کہ اوپر سے اصرار بڑھ رہا ہے چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی : بار الٰہ ، میری کچھ شرطیں ہیں : ایک یہ کہ جب میں ہاتھ اٹھاؤں تو مجھے فیضان کی کمی نہ ہو ۔ اگر پتھر بھی ہو اور میری نگاہ اس پر پڑے تو تیرے ذکر کی آواز بلند ہو ۔ منظور کیا گیا ۔ دوسری یہ کہ میں نذرانہ شکرانہ نہیں لوں گا ۔ اور تیسری یہ کہ میں خلافِ سُنّت

Marfat.com

نہیں چلوں گا۔ یہ تینوں شرطیں میں نے پیش کیں اور تینوں ہی منظور ہوئیں ۔ پھر میں جاکے بیٹھا ۔ صورتحال یہ تھی کہ جب میں بیٹھا تو اللہ تعالیٰ نے امداد دے دیا اور میری حالت ایسی ہوگئی کہ میرا جسم ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا۔ لوگ دیکھتے تھے ۔ذکر جاری تھا ۔ یہ تو ننگی آنکھ سے یہ حالت دیکھ سکتے تھے۔ میرے جسم کی جو حالت تھی ، اس کے اعضاء علیحدہ علیحدہ ہوجاتے تھے جس پہ نظر پڑجاتی تھی تو جس طرح بھنگ پینے والا مست ہوتا ہے اسی طرح بے اختیار اللہ اللہ کرتا تھا اور رقص کرتا ہوا چلا جاتا تھا ۔میں نے یہ مانگا تھا ۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے ، میرا سوٹ اُتار دیا ۔ منظور ہے ، لیکن میرے آس پاس فیضان کی کمی نہ ہو ۔ جب سے میں مسند پر بیٹھا ہوں ، مجھے یاد نہیں کہ کسی نے آکے ذکر کا سوال کیا ہو ۔ عورت ہو یا مرد ، اور اس کا ذکر جاری نہ ہوا ہو۔ میری کلاس کا سو فیصد نتیجہ ہے میں نے کبھی کسی سے نہیں کہا کہ تو بدمعاش لڑکی ہے یا فلاں ہے ٹھیک ہے آؤ بیٹی ۔ جب خدا نے مجھے دیکھ کر یہ سب کچھ عطا نہیں کیا تو میں کیوں دیکھوں ۔آ تو جاؤ۔ ہاتھ رکھ دیتا ہوں ، ذکر جاری ہوجاتا ہے ۔

اس طرح میری زندگی بدل گئی ۔کلبوں میں جانا چھوڑ دیا ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہمارے لئے ایک خاص نعمت یہ تھی کہ ہم ہر وقت باوضو رہیں ۔ میں ایک وضو کے ساتھ پانچ پانچ وقت کی نمازیں پڑھتا تھا ۔ اب تو میں بیماریوں کا شکار ہوا ہوں ۔

قبلہ بھائی جان کا ایک مرید تھا ۔ وہ وزیرِاعظم کا پولیٹیکل سیکرٹری

Marfat.com

تھا اور ایم این اے بھی ۔ نماز کے وقت جب میں نے ان سے کہا وضو کرلیں' تو کہنے لگا: "یہ حضور کی عطا ہے کہ جو بھی بیٹھنے والا آئے گا باوضو ہی رہے گا"

اللہ کے فضل سے میں نے کسی کو باوضو رہنے کا حکم نہیں دیا۔ جو بھی صحبت میں رہتا وہ خود بخود باوضو رہتا تھا۔ اور ایسی بہاریں دیکھے کہ بہت کم کہیں نظر آتی ہیں۔

ایک محمدیہ سلسلے کے بزرگ تھے ۔ بہت نورانی اور کافی معمّر تھے۔ جب میری محفل میں آتے تھے (اس وقت ہم فیصل آباد میں تھے)، تو جانے کے بعد انہوں نے مجھے خط لکھا جس میں تحریر تھا: "میری اتنی عمر ہو گئی ہے لیکن جو میں نے آپ کے ہاں نور کی اندھی لُوٹ دیکھی ہے، دہائی خدا کی ، کہیں بھی نہیں دیکھی ۔ نہ آپ کسی سے پوچھتے ہیں نہ دیکھتے ہیں ۔ ہاتھ لگ جاتا ہے پار ہو جاتے ہیں ۔ لڑکی ہو یا لڑکا، عورت ہو یا مرد، جوان ہو یا بوڑھا۔"

جب آپ کا وصال ہوا تو مجھے دَمہ کی بہت سخت تکلیف تھی۔ ادھر میری ہمشیرہ کی حالت بہت خراب تھی۔ یہ بھی بس آزمائشیں تھیں۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ فقیری دُور سے بڑی سُہانی ہے، اندر بہت مشکل کانٹےدار مشکل راستہ ہے۔ یہ مَردوں کا کام ہے، مَردانہ حق ہے۔ اس فقیر نے چار جنازے اپنے گھر سے اٹھائے ہیں، اپنے ہاتھوں سے۔

ایک دفعہ اپنے ایک دوست کے ساتھ قبلہ بھائی جانؒ کی قبر دیکھنے گئے تو میں خاموش اور گُم سُم تھا۔ وہ کہنے لگا: "افضل صاحب، آپ آسمان کی طرف تو دیکھیں" میں نے اوپر دیکھے بغیر پوچھا: "آسمان کی طرف

Marfat.com

کیا ہے؟" آسمان کی طرف کیا ہے؟ "اس نے کہا: "اوہ بندۂ خدا، آپ آنکھیں تو کھولیں، دیکھیں تو سہی۔ جب میں نے آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھا، تو ایک نور کی لکیر آسمان سے قبلہ بھائی جان کی قبر تک آ رہی تھی۔ سبحان اللہ۔ بس اسی وقت میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ پھر میں نے کہا: آج جو مقام اللہ تعالیٰ نے انکو دیا ہے ان کی بیماری کا اجر ہے۔ قبلہ بھائی جان نے سمندر جیسے گہرے صبر کے ساتھ اپنی بیماری جھیلی۔ آخری دم تک آپ کے کشف میں یکسوئی تھی۔

ایک دن ایک انجینئر لڑکا قبلہ بھائی جان کے پاس آیا۔ داخل ہوتے ہی آپ نے اس سے کہا: یہاں کیا لینے آئے ہو۔ ماں کو گھر روتی ہوئی چھوڑ کر آئے ہو اور تم چاہتے ہو کہ فقیر تمہیں منہ لگائے۔ چلے جاؤ یہاں سے۔ پہلے ماں کو راضی کرو، پھر آؤ۔" وہ چلا گیا۔ ماں سے معافی مانگی، پھر واپس آکر کہنے لگا: "ماں نے مجھے معاف کر دیا۔"

تو آخری وقت میں جب لوگ مسجد میں جنازے کا طواف کر رہے تھے تو آپ کے چہرۂ مبارک پر ایسا نور تھا جو بہت کم نظر آتا ہے۔ آپ کی آنکھیں بڑی موٹی موٹی جیسے جوانی میں تھیں۔ اور جو آپ کے استغراق کی کیفیت تھی اسکی لذت میں آج تک بھول نہیں سکا جیسے دوست دوست کو دیکھ رہا تھا۔ اِدھر طواف ختم ہوا۔ اُدھر جنازہ قبرستان پہنچا دیا گیا اور اسی جگہ دفنایا جہاں آپ نے چھڑی مار کر فرمایا تھا کہ مجھے اس جگہ دفنایا جائے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں وزیر بھی ایک پلاٹ نہیں لے سکا تھا۔ آپ کے لئے دس پلاٹ مختص کئے گئے جس پہ

Marfat.com

مزار شریف کے ساتھ پلیٹ فارم بنا ہوا ہے ۔

میرے والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں تجسّر د تھا ۔ جلال تھا ۔ ترک ۔ ترک ۔ ترک ۔ آپ کے دو وقت خاص ہوتے تھے ۔ ایک وقت جلالی ۔ ایک وقت جمالی ۔ اگر کوئی جمالی کے وقت میں آگیا اور ہتھے چڑھ گیا تو اس کا کام ہو گیا ۔ اور اگر کوئی جمالی کے وقت میں آگیا تو میں دل میں کہتا کہ اس کا کام بن گیا ۔ ہمارے یہاں دستور تھا کہ باہر جانے سے پہلے یا گھر آتے وقت اپنے ماں باپ کو سلام کرتے تھے اور سونے سے پہلے بھی وہ بڑی محبت سے جواب دیتے تھے ۔ ایک دن میں دفتر سے آیا تو سیدھا والد صاحب کے کمرے میں گیا اور کہا: " ابا جی ، السلام علیکم ۔" انہوں نے رسمی طور پر کہا : " وعلیکم السلام ۔" میں سمجھ گیا کہ آج کوئی بات ہے ۔ میں بیٹھ گیا کرسی پر ۔ آپ اپنے مصلے والے تخت پر تشریف فرما تھے ۔ میں نے پوچھا : آپکی طبیعت ٹھیک ہے ؟ فرمایا: " اللہ کا کرم ہے " ۔ میں نے تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھا : ابا جی، آپکی طبیعت ٹھیک ہے ؟ فرمایا : اللہ کا کرم ہے ۔ میں نے عرض کیا : کیا آپکی طبیعت میں کوئی گرانی ہے ۔ کیا کوئی غلطی ہو گئی ہے ؟ فرمایا : ہاں ، گرانی ہے ،،

قِصّہ یوں تھا کہ دن میں کسی وقت قبلہ والد صاحب اس کھڑکی کے سامنے بیٹھے وظائف کر رہے تھے جو سڑک کی طرف کھلتی تھی ، ایک ایس ۔ ڈی ۔ او نیا آیا ہوا تھا ۔ لان میں ان کے آدمی کام کر رہے تھے ۔ تو والد صاحب نے پوچھا کیا کر رہے ہو ۔ آخر ایک بزرگ بیٹھے ہوتے ہیں ، تو بجائے سلام کرنے کے اس نے کھٹ سے جواب دیا ۔ جی ہم یہاں

Marfat.com

کام کر رہے ہیں ۔ والد صاحب نے فرمایا چلے جاؤ یہاں سے ۔ وہ جاتے وقت کہنے لگے ، باباجی ، یہ ہمارے آفیسر ہیں ، بُرا نہ مانیئے گا۔

قبلہ والد صاحب کہنے لگے :" اتنا بدتمیز انسان ۔ اگر اسکی اتنی جسارت ہے تو میں کل ہی اس کے چیف انجینئر سے بات کروں گا ۔ کل ہی اس کا انتظام ہوجائے گا ۔" پھر مجھ سے کہنے لگے : ٹھیک ٹھاک ہو بیٹے ؟ جاؤ اور جا کے کپڑے اتارو ۔ منہ ہاتھ دھولو ۔ کھانا گرم ہو رہا ہے ، کھانا کھاؤ ۔" جب ان کے کمرے سے باہر آیا تو میں نے گھر والوں سے پوچھا یہ واقعہ کس وقت ہوا تھا ۔ جواب ملا ساڑھے دس بجے ۔ پھر میں نے کہا :" اب کسی کو کہنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ وہ تو مارا گیا ہوگا ۔ اس لئے کہ مجھے پتا تھا کہ وہ ان کے جلال کا وقت تھا اور پہلے بھی ایسے واقعات ہو چکے تھے ۔

اس کا چیف انجینئر جو تھا وہ علیگڑھ میں ہمارا ساتھی رہ چکا تھا ۔ میں نے اس سے کہا :" علیم کون اُلو کا پٹھا تھا ایس ڈی او جو تم نے اِس علاقے میں متعین کیا ہے ؟" کہنے لگا :" کیوں کیا ہوا ؟" میں نے ان کو بتایا کہ وہ ایس ڈی او کس طرح اباجی کے ساتھ بدتمیزی کر کے چلا گیا تھا ۔" جب چیف انجینئر نے اپنے سپرنٹنڈنگ انجینئر سے پوچھا کہ وہ ایس ۔ ڈی ۔ او کون تھا تو جواب ملا : جی وہ تو کل گرفتار ہوا ۔ پوچھا کیسے ؟ کہا رشوت لے رہا تھا کہ پکڑا گیا ۔ چیف انجینئر مجھ سے کہنے لگا :" اس کو تو سزا مل چکی ہے ۔ وہ گرفتار ہو چکا اور عدالت میں جائے گا ۔"

گھر جا کر میں نے اباجان سے کہا کہ اب سفارش کی ضرورت نہیں ہے ۔

Marfat.com

مُسکرائے اور کہنے لگے : کیا ہوا ۔ میں نے کہا کہ جی وہ رشوت لیتے ہوئے گرفتار ہُوا ۔ فرمانے لگے : تم کیوں ہنس رہے ہو؟ میں نے عرض کیا : جی میں نے گھر والوں سے اس واقعہ کا وقت پوچھا تھا ۔ جب پتا چلا ، تو میں نے حساب لگایا اور اپنے دل میں یہی سوچا تھا کہ اب تو اس کی خیر نہیں ۔ اس واقعہ کو چوبیس گھنٹے بھی نہیں گزرے تھے ۔

تو جس وقت قبلہ بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں پر سپرد خاک کیا گیا تو اس وقت وہاں پر ہجوم بہت تھا ۔ اور لوگ اس قدر روئے کہ میرے Colleague (ہمکار) کہنے لگے : "افضل صاحب ، ہم نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا ۔ کوئی اپنے ماں باپ پر بھی اتنا بین نہیں کرتا ۔" میں نے کہا : "یہ لوگ اپنے آرام کو رو رہے ہیں ، فقیر کو نہیں ۔ ان کو کھانے کو بہترین ملتا تھا ، گھر نہیں جاتے تھے ۔ آستانے پر آتے تھے ، خانساماں کو کہتے مینرو چائے لاؤ ، ساتھ کچھ کھانے کو بھی ۔ اب کس کو کہیں گے ۔ بیوی کو اگر کہیں کہ چائے لے آؤ تو وہ سُنائے گی کہ صرف چائے پینا جانتے ہو ، کچھ دلانا بھی جانتے ہو کہ نہیں ۔

تو بہرحال قبلہ بھائی جان کی باتیں ایسی ایسی پیاری ہیں کہ دہرانے میں مزہ آتا ہے ۔ آپ میں اتنی برداشت تھی کہ کوئی سختی سے بھی بولتا تو آپ مُسکرا دیتے تھے ۔ کہتے : ہاں ہاں ، آپ ٹھیک فرما رہے ہیں ۔ کوئی کہتا تھا کہ میں ولی ہوں ، میرا یہ کمال ہے ۔ تو آپ کہتے سبحان اللہ ، سبحان اللہ ، ہر شخص کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے ۔ ایکدن ایک صاحب ، لمبا قد ، لمبی داڑھی ، آئے اور کہنے لگے کہ حضرت ، جنّات میرا نام سُن کر

Marfat.com

بھاگ جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، ویسے بھی ماشاءاللہ آپ کا قد قامت ایسی ہے۔ ضرورت پڑی تو ہم بھی درخواست کریں گے۔ آپ کی خدمات حاصل کریں گے۔" خیر وہ ہانکتا رہا۔ پھر چائے وغیرہ پی کے چلا گیا۔ کوئی بیس منٹ کے بعد دیکھا کہ پلٹ کے دروازے پہ کھڑے ہو کے چلّا رہے ہیں کہ مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔" میں نے کہا: کیا بات ہے؟ کہا: مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔ اور یہ کہتے ہوئے وہ اندر آ گیا۔ قبلہ بھائی جان نے پوچھا: کیا بات ہے؟ کہنے لگا: باہر ایک جن کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ آج تجھے ٹرام کے آگے پھینکوں گا۔ تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ قبلہ بھائی جان کہنے لگے: حضرت اُس نے پہچانا نہیں ہوگا۔ آپ پھر جائیں شناخت کرے گا۔ اس نے ذرا سا مذاق کیا ہوگا" اس نے کہا: نہیں نہیں، کوئی شناخت نہیں کرے گا۔ بڑا بدذات جن ہے، کافر جن ہے۔" قبلہ بھائی جان فرمانے لگے: آپکی مرضی بیٹھے رہیں، میں تو جنّات نکالنا نہیں جانتا۔ میرے پاس تو کوئی ایسا عمل نہیں ہے۔ بیٹھے رہیں، بسم اللہ۔ اس قسم کے لطیفے ہوتے تھے۔

مثلاً ایک اور شخص تھا۔ جس وقت کیفیات و تجلیات ہوتیں تو قبلہ بھائی جان کا جسم بہت ٹوٹتا تھا۔ تو وہ شخص جسم کو دباتے تھے۔ آپ خاموش رہتے تھے۔ سر میں تیل ڈالتے تو وہ مالش کیا کرتا تھا۔ وہ شخص میمن تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ پیسہ اور میمن اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھئے کہ پہلے پیسہ پیدا ہوتا ہے، بعد میں میمن پیدا ہوتا ہے اور پیسہ ان کا عاشق ہوتا ہے۔ تو قبلہ بھائی جان کہنے لگے: " تو میرے سر کا

Marfat.com

پیچھا چھوڑے گا یا نہیں، کیا بات ہے؟،، اس نے کہا: سر، ہمارا بھی ایک کام ہے، یہ کام آپ کر دیں۔" پوچھا: تمہارا کام کیا ہے؟ اس نے کہا: ہمارا ریس کا نمبر بتا دیں تاکہ ہماری قسمت بھی جاگ جائے۔" آپ نے فرمایا۔ اگر میں نے بتا بھی دیا تو تمہارے کام نہیں آئے گا۔" اس نے کہا: آپ کیا فرماتے ہیں کہ ہمارے کام نہیں آئے گا۔ آپ بتائیں تو سہی۔" روز اس کا یہی تقاضا تھا۔ پانچویں چھٹے دن آپ نے فرمایا: اچھا، یہ نمبر ہے، جا کر لگا دو۔" اس نے پاؤں چومے اور جب جانے لگا، تو آپ نے فرمایا: تم نہیں لگاؤ گے" اس نے کہا: جی یہ کیا فرماتے ہیں کہ میں نہیں لگاؤں گا، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" آپ نے فرمایا: تم نے نہیں لگانا ہے۔" بہرحال وہ شخص ریس کورس گیا اور وہاں جب لوگوں سے اس نمبر پہ مشورہ کیا تو اس کو بتایا گیا کہ تو نے گھوڑا دیکھا بھی ہے، اِس میں تو جان ہی نہیں۔ بالکل مریل ہے اور تو اس پہ لگا رہا ہے۔ دراصل وہ گھوڑا بظاہر دُبلا تھا مگر تھا وہ بجلی کی طرح تیز۔ اس نے ارادہ بدل دیا اور دوسرے گھوڑے پر لگا دیا۔ جب ریس ہوئی اور وہی دُبلا گھوڑا اوّل آیا تو وہ روتا ہوا واپس آ گیا اور قبلہ بھائی جان سے کہنے لگا: بھائی جان، "یہ دیکھئے، ہم کہیں کے نہ رہے، ہماری قسمت خراب ہے۔" آپ نے پوچھا: "ہوا کیا؟" اس نے کہا: "میں نے دوسرے گھوڑے پر لگا دیا۔" آپ نے فرمایا: "میں کیا کروں۔ ہم حرام کی روزی کسی کو نہیں دیتے۔ تمہاری بات پوری تو کر دی تھی، لیکن فقیر حرام روزی کی حمایت ہی نہیں کرتا ہے۔ صرف حلال کی روزی۔

Marfat.com

تو یہ کچھ باتیں تھیں I am not a very good brother

لیکن وہ بڑی محبت کرتے تھے۔ اکثر اوقات ہم ایک ہی جگہ پاس پاس لیٹ کر باتیں کرتے تھے۔ کبھی نیند بھی آجاتی تھی۔ ایک بار یک لخت میں نے یوں دیکھا۔ کہنے لگے: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ کے منہ سے سگریٹ کی بُو نہیں آرہی، آپ تو روزانہ کافی سگریٹ پیتے ہیں۔" فرمانے لگے: اچھا، نہیں آرہی ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے اتنا پیتا ہُوں اور بُو نہ آئے۔ میں نے کہا: بالکل نہیں آرہی ہے۔ کونسی پائپ لائن سے یہ بو جارہی ہے۔" کافی دیر تک خاموش رہے، پھر فرمایا: دوسرے درویشوں کے منازل طے کرنے کے دوسرے طریقے ہوتے ہیں، لیکن جو فقیر صدیوں میں ایک پیدا ہوتا ہے وہ پرواز کے ذریعہ تمام منازل سے گزارا جاتا ہے۔ کہیں دریا ہے کہیں آگ کا دریا ہے، کہیں دُھواں لیکن وہ یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ کہتے ہوئے پرواز کر کے گزُر جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار تک پہنچنے کیلئے کوئی مائی کا لال پرواز کر کے پہنچتا ہے۔ پھر فرمانے لگے ایک دفعہ میں پرواز کر کے پہنچا تو مجھے دروازے پر روک دیا گیا۔ یہ کہہ کر کہ آپ اندر نہیں جا سکتے۔ میں نے عرض کیا۔ میرا قصور؟ جواب ملا کہ آپ سگریٹ پیتے ہیں۔ اسی وقت میں نے ایک چیخ مار کر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے میرے عیب کی طرف تو دیکھا۔ لیکن میری بیماری نہیں دیکھی، میری مجبوری نہیں دیکھی" آواز آئی "اندر آنے دو"۔ بس اس وقت سے جتنی مرضی سگریٹ پیتا ہُوں، میرے منہ سے بدبو نہیں آتی۔"

Marfat.com

ایک بار میں وہاں گیا۔ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص وہاں پہلی مرتبہ آیا۔ بڑی گہری اور سیلی آنکھ سے دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا: آپ سگریٹ پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "پیتا بھی ہوں اور پلاتا بھی ہوں۔ سگریٹ پینا ہے؟ کہا: جی ہاں، پینا ہے۔" آپ نے سگریٹ دی۔ جونہی اس نے سگریٹ پی۔ اُسکی ٹانگیں اوپر ہو گئیں۔ فوراً پانی کی چھینٹیں ماری جانے لگیں۔ اُف خدایا! قبلہ بھائی جان کی باتیں۔ میں آپ کو کیا سُناؤں۔ اتنی ہیں کہ رات ختم ہو جائے۔ مہینہ ختم ہو جائے باتیں ختم نہ ہوں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ I was his conscience keeper جیسے بھی تھا۔

میں لطیف مذاق کرتا تو فرماتے: دیکھو افضل میاں نے کیا بات کی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ صوفیوں نے ڈیرہ لگا لیا تھا۔ وہیں رات گزارنے کیلئے۔ جب کھانے کو ملے۔ پینے کو ملے، تو کیا ضرورت ہے گھر جانے کی۔ اس لئے وہ اپنے ساتھ تھوڑا سا سامان بھی لائے تھے۔ ایک دن قبلہ بھائی جان ایک دن کیلئے باہر تشریف لے گئے۔ میں وہاں موجود تھا۔ باہر راستے میں ایک درویش ٹنٹا آیا۔ بھاگا ہوا جاتا تھا اور کہتا تھا "سیاہ کار" فجر کے وقت وہ کہتا ہے: "اللہ جیسی سرکار نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا دربار نہیں۔ جس نے دیا تن کو باوا، وہی دیگا کفن کو باوا"، اور جمعہ کو وہ مسجد کی تمام صفیں بچھاتا تھا۔ اور صفائی کرتا تھا۔ میں اس دن بالکنی میں مصلّے پر بیٹھا ہوا تھا۔ پتا نہیں میرے دل میں کیا آئی کہ میں اٹھا اور جو چیزیں کمرے میں تھیں وہ ایک ایک کر کے پھینکنا

Marfat.com

شروع کر دیں۔ وہ درویش سامنے بیٹھ گیا دری بچھائے۔ سامان اٹھا اٹھا کر اس نے ڈھیر لگا دیا۔ میں نے دل میں کہا آج اس صوفی کی آزمائش کا پتا لگ جائے گا کہ یہ محبت خدا ہے یا محبتِ دنیا۔ میں نے کمرہ خالی کر دیا اور اس نے ڈھیر لگا دیا۔ اب اس کی Disposal دیکھیں۔ جو بھی فقیر وہاں سے گزرے۔ اُسے کہے: "اوے یہ اٹھالو" اس نے ایک ایک چیز تقسیم کر دی۔ جب سورج نکل آیا۔ تو اُس کے پاس صرف دری رہ گئی۔ اس نے کسی کو بُلا کر کہا: "اوئے" اور وہ دری بھی دے دی۔ پھر میری طرف دیکھ کر کہنے لگے: "اللہ جیسی سرکار نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا دربار نہیں۔ جس نے دِیا تن کو باوا، وہی دیگا کفن کو باوا۔"

خیر جب یہ لوگ ٹھٹھہ سے واپس آئے تو کمرے میں کافی صفائی ہو چکی تھی۔ کمرہ صاف سُتھرا تھا۔ کوئی اپنی قمیض ڈھونڈے کہ کدھر گئی اور کوئی کچھ اور۔ میں نے اُن سے کہا: اب تک تو رب کا کھاتے تھے، اب میں نے رب کے کھاتے میں دے دیا" قبلہ بھائی جان کے پاس فریاد ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: "تم نے یہ کیا کیا؟ میں نے جواب دیا: میں نے وہ کیا جو کرنا تھا۔ ایک سائل تھا۔ اس کا حق تھا۔ فرمانے لگے: تم اپنی چیز دے سکتے تھے، میری دے سکتے تھے، ان کی کیوں دی، اور وہ بھی بغیر پوچھے،، میں نے کہا: صوفی کا مال مباح ہوتا ہے۔ صوفی کا اگر قتل کر دیا جائے، تو اس کا قصاص نہیں۔۔ڈیمانڈ کیا جاتا کیونکہ صوفی کی جان مباح ہے۔ صوفی کا اگر کوئی قتل کرے تو اس سے کوئی کلیم نہیں۔" کہنے لگے:

Marfat.com

مباح! صوفی کو مار کر مباح !! میں نے ہنس کر کہا "جی ہاں، ایسا ہی ہے پھر کسی نے بھی اپنی چیزیں باندھ کر رکھی تو نہیں تھیں، ایسی کھلی چھوڑ دی تھیں۔" پھر قبلہ بھائی جان نے ان سے مخاطب ہو کر کہا: "بھئی میں اس کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ قلندر مست آدمی ہے۔ اس کی طبیعت میں جوش ہے، میں کیا کروں۔ میں نے تو اس سے نہیں کہا تھا۔" میں نے کہا: "میں نے کسی غیر کو تو نہیں دیئے۔ کسی چور ڈاکو، بدمعاش کو نہیں دیئے۔ دیئے بھی تو فقیر کو دیئے جو یہ صدا لگا رہا تھا:

"اللہ جیسی سرکار نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا دربار نہیں"

جس نے دیا تن کو باوا، وہی دے گا کفن کو باوا"

ایسی پیاری صدا سننے کے بعد یہ گند بلا رکھنے کو کس کا دل کرتا ہے"،

غرض میں اُن کو چھیڑ رہا تھا اور وہ لوگ مجھے غصّے میں گھور رہے تھے۔

تو اس طرح کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ اُن کے عرسِ مُبارک پر میں ہمیشہ بیان کرتا ہوں۔ اس وقت میری طبیعت اس قابل نہیں ہے۔ میں کافی بیمار ہوں لیکن یہ ان کی عنایت ہے اور ان بزرگان اور خواجگان کی جو اس وقت جلوہ گر ہیں۔ کیا روحانی جلوس ہے اوپر۔ تو فقیر نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں قبلہ بھائی جان کی باتیں بیان کی ہیں اور جب اس خطاب کی کتاب کو بند کرتا ہوں تو ایک شعر ہمیشہ پڑھتا ہوں، جو کہ آپ کے سامنے بھی پیش کرتا ہوں۔

بھُولی بِسری چند امیدیں، چند فسانے یاد آئے
تم یاد آئے تمہارے ساتھ گزرے زمانے یاد آئے

Marfat.com

ارشادات حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل
قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری
المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ

ختم شریف

غوث الوقت، قُطب السّالکین، زُبدۃ العالمین
حضرت خواجہ شاہ محمّد غزن صاحب
قادری سروری رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امابعد!

عزیزانِ من!

ہمارے محترم دوستو، بزرگو اورمعزز خواتین اور اللہ کی مقبول ولیہ اور میرے رُوحی بچو اور بچیو، جو حاضر ہیں ـــ جو غائب ہیں، جو فقیر سے محبت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر رحمتوں کی بارش فرمائے اور دونوں جہانوں کی عزتوں سے نوازے۔ انھیں ہر بلا اور مصیبت سے محفوظ رکھے (آمین)

دنیا والے خوشی مناتے ہیں۔ اسی طرح اہل اللہ، جو یادِ الٰہیہ میں

Marfat.com

گھلتے رہتے ہیں، ان کے بھی خوشی کے لمحات رب کریم کی مہربانی سے آتے ہیں۔ اور عزیزان من! یہ وہ لمحات ہیں جن کو عرس مبارک کہا گیا ہے، یعنی دوست سے جا ملا۔ جس روز اور جس گھڑی ملا، صدقہ بانٹا گیا۔ بکرے یا اس قسم کے نہیں، بلکہ جب دوست دوست سے ملا، تو ہزاروں کروڑوں گناہگار متقی بن گئے۔

متقیوں کے درجے بڑھ گئے، ولیوں کے مقامات بڑھ گئے۔ قلندر یا دوسرے جو ہیں، ان کو اللہ تبارک تعالیٰ نے مزید مقامات عطا کئے۔ اور جنہوں نے ان کی بے ادبی میں زبان کھولی یا گستاخی کی وہ سزا کے مستوجب ٹھہرے۔ اب وقت کا تعین رب کریم بہتر جانتا ہے۔

ایسی ہی گھڑی آج ہے۔ اس گھڑی ایک عظیم درویش کے عرس مبارک کی تقریب کی سعادت اس فقیر حقیر، خاکپائے درویشاں کو نصیب ہو رہی ہے۔ یہ بندہ اپنے نصیب پہ نازاں ہے۔ یہ اس کی کریمی ہے کہ جس سے چاہے کوئی نیک کام کروائے۔

آپ کا اسم گرامی حضرت خواجہ شاہ محمد غزن صاحب، غوث الوقت، قطب السالکین، زبدۃ العالمین ہے، وہ ایسے درویش تھے جنھوں نے اوائل عمری سے آخری عمر تک، یعنی 82 برس تک اپنے آپ کو اخفاء یعنی پوشیدہ رکھا، یعنی بے شمار کرامتیں سرزد ہوئیں۔

Marfat.com

دکھائی نہیں گئیں ، اگرچہ ان سے سرزد ہوتی گئیں ، اس کو انھوں نے کبھی پسند نہیں کیا کیونکہ اس کو منزل نہیں سمجھا، منزل جو تھی ، وہ دل کو اللہ کے ذکر کے اندر تڑپتے ہوئے رکھنا اور نفس کی سرزنش کر دینا تھی۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ صوم وصلوٰۃ کے انتہائی پابند تھے۔ ایک کلیدی افسر کی اسامی پہ تعینات ہونے کے بعد بھی یادِ الٰہی سے غافل نہ رہے ۔ جوانی کے عالم میں بھی جب اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کا آرام دیا ہوا تھا، تہجد کی نماز کا لطف اٹھاتے تھے اور اس وقت اپنے مالک کو پکارتے تھے۔ "ربی ربی" اور مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے مالک کی آواز سنتے بھی ہوں گے ، وہ جو کہتا ہو گا" عبدی ، میرے بندے، عبدی میرے بندے "

آپ رحمتہ اللہ علیہ قادری سروری بزرگ تھے۔ قادری سروری بزرگ وہ ہوتے ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم براہِ راست نوازتے ہیں ، اور ان بزرگوں کا ہاتھ پکڑ کر حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں یا اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔

آپ کو یہ شرف غالباً سات یا آٹھ برس کی عمر میں عطا ہوا۔ اور پنشن کے بعد غالباً بتیس برس تک یا اس کے لگ بھگ اپنے حجرے میں مقیم رہے۔ یعنی چوبیس گھنٹے میں آپ بمشکل تمام دو گھنٹے باہر

Marfat.com

گھنٹے آرام کرتے تھے اور ہمیشہ حضوری کی نشست میں رہتے تھے، یعنی دوزانو بیٹھتے تھے۔ ہر وقت یادالٰہی میں رہتے تھے، اپنے اوراد' وظائف اور معمولات کے سختی سے پابند تھے، اپنے کمرے میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں آنے دیتے تھے جس سے ظاہراً شرع کی خلاف ورزی ہو۔ یعنی جہاں تک ہوسکا، انھوں نے ظاہر اور باطن میں یکسانیت پیدا کی۔

غریبوں کی مدد کرنا اور اعلیٰ اخلاق سے پیش آنا، مہمانوں کی تواضع کرنا، درویشوں کی عزت کرنا اور ان کو ان کے مریدوں اور پارٹی کے ساتھ کئی کئی روز اپنے ہاں رکھنا، یہ سب چیزیں آپ کی خاص اوصاف تھیں۔ پندرہ پندرہ روز تک درویش اپنے خلفاء کے ہمراہ قیام کرتے تھے اگرچہ وہ ان کے مُرید نہیں تھے، لیکن چونکہ چمنِ وحدت کے وہ پھول تھے' ان سے مہک آتی تھی دوست کی۔ تو ان کے قیام سے وہ ہمیشہ لطف اندوز ہوتے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے غریبوں کے وظائف باندھے ہوئے تھے، یتیم بچوں کی فیس، کتابیں اور ان کے سب اخراجات اپنے ذمّے لئے ہوئے تھے۔ جو غریب رشتہ دار تھے ان کے بھی کفیل تھے۔ غرضیکہ صلۂ رحمی جو تھی، اس کو بھی بدرجہ اتم کرتے تھے۔

یہ کہنے کی بات نہیں ورنہ جب جوانی میں رفیقۂ حیات داغِ

Marfat.com

مفارقت دیتی ہے تو اچھے اچھے دم توڑ دیتے ہیں۔ لیکن آپ کا فرمانا تھا کہ شادی صرف نفس کی خاطر نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک مقدس فرض بھی ہے۔ یعنی اپنی اولاد کے متعلق جو فرض اس پر عائد ہوتا ہے اسے کماحقہٗ ادا کر دے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی اولاد کا حق ادا نہیں کرتا، دیکھ بھال نہیں کرتا، ان کی تربیت نہیں کرتا، مجھے وہ ہرگز پسند نہیں۔

عزیزانِ من!

انھوں نے دوبارہ شادی نہیں کی، بڑے بڑے لالچ دیئے گئے انھیں۔ اس کی وجہ سے ان کو زیادہ خرچ دینا پڑتا تھا چونکہ وہ ایک ٹورنگ افسر تھے، زیادہ وقت دورے میں گزارتے تھے، نوکر چاکر رکھے ہوئے تھے۔ بچّوں کے تمام فرائض ان کے سپرد کر دیئے تھے اور بچّوں کی دیکھ بھال اس حد تک کی کہ ہر بچّے کو اپنے ماسٹر سے لکھوا کے روزانہ لانا پڑتا تھا کہ اس نے گھر کا کام کیا ہے، اور جب وہ دورے سے واپس آتے تو وہ یہ دیکھتے تھے کہ کس بچّے نے کام کیا۔ اور ساتھ ہی جس جگہ ان کی پوسٹنگ (تعیناتی) ہوتی تھی، ہدایت کر دیتے تھے کہ "میرے بچّوں کو کوئی ماسٹر نہ مارے"، سرکلر جاری ہو جاتا تھا، ماسٹر صرف سزا تجویز کرتے تھے، اور وہ اسی کے مطابق آ کے سزا دیتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ بچّوں پہ ایک شخصیت کا کنٹرول ہونا چاہیئے ورنہ ان کی شخصیت منقسم ہو جاتی ہے، یہ دوغلہ پن نہیں ہونا چاہیئے۔ کمانڈ ایک آدمی کی ہونی چاہیئے۔

Marfat.com

ویسے بھی جتنی باتیں بھی ہوتی تھیں وہ ذہن میں رکھتے تھے۔

اگر کوئی شخص انھیں درویش یا بزرگ کہہ دیتا تو رنجیدہ ہو جاتے تھے، غمگین ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ "میں اتنا گناہگار ہوں، مجھے لوگ درویش یا بزرگ یا فقیر کہہ کے اتنا شرمندہ کر جاتے ہیں کہ میں سر اٹھانے کے قابل نہیں ہوں۔" عجز و انکساری اتنی تھی۔

آخری وقت تک اپنے اوراد اور وظائف کا سختی سے پابند رہے۔ یہ میں اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ میرے والد محترم کی بات ہے۔ اس فقیر نے بڑے بڑے درویشوں کو آخری وقت میں دیکھا ہے۔ وہ بڑی آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔ آپ چونکہ قادری سروری تھے۔ ٹھیک بڑی گیارہویں شریف والے روز آپ کا وصال ہوا۔ ہفتہ بھر آپ کا معمول تھا کہ جمعرات کو 24 گھنٹے میں ایک منٹ کے لئے بھی نہیں سوتے تھے۔

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی نسبت اتنی مضبوط تھی کہ آپ کے ہاتھ میں بھی آپ کا ہاتھ دیا گیا۔ ٹھیک بڑی گیارہویں شریف تھی۔ ٹھیک گیارہ روز بستر پر رہے اور ان گیارہ روزہ استغراری حالت میں رہ کے چار بجے رات جب استغراق ختم ہوتا تو استغراق کی حالت میں ہم سے خطاب کر کے فرماتے "میری بات سمجھے" ہم عرض کرتے "جی ہاں"۔

آخری دن سے پہلی رات چار بجے جب استغراق ختم ہوا، تو سب

Marfat.com

بچوں کی طرف دیکھا۔ ہم ان کا جسم داب رہے تھے، پھر آنکھوں میں نمی آ گئی، اور یوں دیکھا آسمان کی جانب۔ آپ سردیوں میں بھی دروازے کھلے رکھتے تھے کہتے تھے کہ "مجھے آسمان نظر آنا چاہیئے"۔ آسمان کی طرف دیکھنے کے بعد فرمانے لگے کہ "میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اطاعت گزار اولاد عطا کی۔ کسی کا ایک ولی ہوتا ہے، کسی کے دو ولی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری ساری اولاد کو ولیانِ کامل بنا دیا ہے"۔

اس وقت جان جو تھی وہ آدھے جسم سے نکل چکی تھی، لیکن آخری وقت تک طہارت برقرار تھی۔ یہ اور اس قسم کی جتنی بھی چیزیں تھیں ان کی سختی سے پابندی کی۔ آواز میں بھی وہی گھن گرج رہی۔ جب دو اصحاب، جن میں سے ایک صاحب یہاں موجود بھی ہیں، آئے اور انہوں نے پوچھا "اباجی! طبیعت کا کیا حال ہے"، تو بڑے گھن گرج کے ساتھ فرمایا "اللہ کا کرم ہے"۔ اتنی بلند آواز سے، حالانکہ آدھے جسم سے جان نکل چکی تھی۔ یوں دیکھا پوری آنکھ کھول کے اور فرمایا "اللہ کا کرم ہے"۔

میرے ایک دوست تشریف لائے، جب انھوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ "گھبرانے کی بات نہیں"۔ ان سے باتیں بھی کرتے رہے، جب صدقے کے لئے جانور لائے تو میں نے آپ سے عرض کی۔

Marfat.com

"صدقہ لائے ہیں، آپ حکم فرما دیجئے یا آپ ہاتھ لگا دیں، تاکہ صدقہ دے دیا جائے"۔ فرمانے لگے "اندر لے آؤ"۔ پھر وہ ہاتھ جو برف کی طرح سرد تھا، اسے جھٹکے دے کے اٹھایا اور پورے بکرے پر پھیر کر کہا "الصدقہ ردّ البلاء" بڑے گھن گرج کے ساتھ اور جو صاحبان لائے تھے، ان میں سے ایک صاحب یہاں موجود ہیں۔

اس کے تھوڑی دیر کے بعد آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اس وقت کئی اور چیزیں بھی واقع ہوئیں۔ وہ میں اس لئے نہیں کہنا چاہتا کہ خواص کی باتیں خواص کے سامنے کہنی چاہئیں ورنہ دین کو ٹھیس لگ جاتی ہے۔ جتنا منہ ہو اتنا ہی لقمہ دینا چاہیئے تاکہ لقمہ کو منزل تک جانے میں آسانی ہو۔ عجیب وغریب چیزیں بھی دیکھی ہیں لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ اس رات یکلخت کمرے میں ایسی روشنی ہوئی کہ میں نے سمجھا کہ بجلی میں کوئی نقص پیدا ہو گیا ہے، جو اس وقت ہوتی ہے جب وولٹیج ایک دم بڑھ جاتا ہے۔ لیکن سامنے کے کمروں میں دیکھا تو بلب میں وہی جان تھی، بس یہی کمرہ منوّر ہو گیا۔ یہ کیفیت کچھ دیر تک رہی۔ اور بھی واقعات پیش آئے جو میں یہاں نہیں کہنا چاہتا۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات اور مراتب بلند کرے اور ان کے صدقے میں جو حاضرین ہیں، ان کی مرادیں پوری کرے۔ آمین!

Marfat.com

عزیزانِ من ! فقیری جو ہے، یہ حاصل نہیں کی جاتی، یہ کسبی چیز نہیں ہے۔ فقیری عطا ہوتی ہے۔ فقیری دوست عطا کرتا ہے۔ مرتبے اور درجات اہلِ دل عطا کرتے ہیں۔ وہ محنت، مجاہدہ اور ریاضت کر کے کوئی مقام پا لیتے ہیں۔ لیکن فقیری ایک ایسا راز ہے جس کے سمجھنے کے لئے کسی مردِ کامل کے کوچے کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ پھر اس کوچے کی آب و ہوا دیکھنا پڑتی ہے۔ پھر اس مرد کامل کا دیدار کرنا پڑتا ہے۔ پھر اپنے نفس کا محاسبہ کرنا پڑتا ہے، اپنے اندر جھانکنا پڑتا ہے کہ میں اس قابل ہوں اور یہ جو ہستی ہے، یہ کیا ہے۔

اگر وہ آئینہ لے کے گیا اور ازل سے دوست کا دوست ہے تو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ آنکھیں چار ہوئیں اور دل کباب ہوا۔ نہ کسی سفارش کی ضرورت نہ کسی کو بیچ میں ڈالنے کی ضرورت۔ بعض دفعہ فقیروں سے یہ بھی کہتے سُنا کہ "ہم تو تڑپ گئے تمہارے انتظار میں۔ اتنی دیر تم کہاں تھے؟"

عزیزانِ من ! رب کریم نے ہر چیز کا مداوا رکھ دیا۔ لیکن انسان نے کفرانِ نعمت پر کمر باندھ لی ہے، ایک نعمت کے لئے جو توبہ ہے۔ دیکھو، یہ ایک ایسا پردہ لگا دیا کہ جس کو انسان نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ کسی مرشد کامل کی صحبت حاصل نہ کرے۔

عزیزانِ من ! پیرِ کامل کے لئے بہت کچھ کہا گیا۔ ہر درویش

Marfat.com

نے اپنے مقام کے مطابق کہا، لیکن میں جس درویش کے بارے میں کہہ رہا ہوں یہ ان کتابوں میں نہیں لکھا ہے جن کی سیاہی بارش کے پانی سے مٹ جاتی ہے۔ میں اس کتاب سے بات کرتا ہوں جس کو اہلِ باطن اور اہلِ دل پڑھتے ہیں، اور پڑھ کے نُور، حضور اور سُرور حاصل کرتے ہیں اور کیف و مستی میں چلے جاتے ہیں۔

•

وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

ارشادات حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف "افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ"

سالانہ ختم شریف ۱۷ مارچ ۱۹۸۳ء

خواجۂ خواجگان، قطب العالم، صدر الصدور

حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن القدوسی

قادری، چشتی، صابری، نظامی، سہروردی، نقشبندی

سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

(تاریخ وصال ۲۸ جمادی الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۵۴ء)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ جل شانہ کے لئے ہیں، جو نہایت ہی کریم اور نہایت ہی رحیم ہے۔ رب العالمین، رحمٰن، حنّان، دیّان، منّان، سلطان، فرقان ہے۔ جس کی شان یا باقی۔ جس کی ابتدا اور انتہا دونوں نہیں ہیں۔ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

درودِ لامحدود، حضور نبی کریم، تاجدارِ مدینہ، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین، سیّد الاوّلین والآخرین، فخرِ موجودات و کائنات حضور احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو رحمت اللعالمین ہیں، جن کے در سے ہمیں ایمان ملا، کلمہ ملا، ایقان ملا، ہر نیکی کا نشان

Marfat.com

ملا۔ جن کے لئے اللہ جلّ شانہٗ نے درود کو وظیفہ کی صورت میں کرنے کا حکم دیا۔ جن کے اخلاق کی تعمیر یہاں تک کی کہ فرمایا۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ٥

سلام ہو اللہ کے اُن پیاروں پر جنھوں نے اندھیرے میں بھٹکنے والی مخلوق کو اُجالا دکھایا اور صحیح مالک اور حقیقی خالق سے جاملایا۔ جن کے فیضان جاری تھے، جاری ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ حشر تک جاری رہیں گے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

اَمَّا بَعْد۔

عزیزانِ من! یہ جو سالانہ ختم شریف ہے، یہ خواجۂ خواجگانؒ قطب العالم، صدر الصدور، حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن القدوسیؒ قادری، چشتی، صابری، نظامی کا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سہروردی بھی تھے اور نقشبندی بھی۔ ہر سلسلہ نے آپ کو نوازا ہے۔ یہ انہی مقدس ہستی کا سالانہ ختم ہے۔

آپ کا وصال 28 جمادی الاوّل کو ہوا۔ رب کریم نے آپ کو بڑا مرتبہ دیا ہوا تھا۔ آپ صاحب امر فقیر تھے۔ پیر بھی تھے، بلکہ فقیری

Marfat.com

کے اندر بھی امر تھا۔ یعنی حکم لگا سکتے تھے۔ جب حکم لگا دیتے تھے، تو جس طرح حکم ہوتا تھا اُسی طرح وہ چیز ہو جاتی۔

ایک آپ کے خالہ زاد یا اس طرح کے بھائی تھے۔ آپ کے مُرید نہیں تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے بہت معتقد ہوئے۔ ظاہری حالت بالکل غریبانہ تھی، معمولی لباس، لیکن مُستند عالم دین تھے۔ قرآن، حدیث، فقہ، علم الکلام سب پر عبور تھا۔ آئے اور کہنے لگے۔ بھئی ہم سخت پریشانی میں ہیں۔ پہلے وہ مانتے نہیں تھے۔ انہوں نے کہا۔ تو ان کو معاف کرنا چاہیئے، اُن کے بس کی بات تھی۔ اگر نفسیاتی طور پر بھی دیکھیں، تو اگر وہ نہ مانیں تو بُرا نہیں ماننا چاہیئے۔

انسان اتنا سا ہوتا ہے، انہی میں پلتا ہے، اُٹھتا ہے۔ اب پیر ولیوں کے سامنے جائے تو کیسے مانے گا، اُن کے ساتھ گلّی ڈنڈا کھیلتا رہا، گیند کھیلتا رہا۔ اب آپ بتائیں کہ پہلے تو وہ اپنے اگلوں پہ آراء سُنائے گا، انہیں چھوٹا سائز کر دے گا، سمجھ لیجئے کہ یہ تو کوئی بات نہیں بنتی آدمی کی۔

"انسان کو نہایت مہربانی سے انہیں معاف
کرنا چاہیئے۔ اور درد و تکلیف کی آگ میں
جلنے کے بجائے سب کچھ بھول جانا چاہیئے۔"

Marfat.com

آپ نے پوچھا۔ کوئی بات ہے؟ کہا " ہماری جان پہ بنی ہوئی ہے فلاں کی بیٹی، فلاں کی لڑکی کو آپ جانتے ہیں۔ میں نے ہزار جتن کر دیئے اس لڑکی سے شادی کے لئے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ آپ دیکھ لیں کہ کیا میں بدصورت ہوں، وہ خوبصورت ہے تو میں بھی بُرا نہیں۔ اللہ کا شکر ہے۔ سیّد ہوں، خوبصورت ہوں، آمدنی اچھی ہے۔ ہر لحاظ سے یعنی کفو کے لحاظ سے، لیکن پھر آخر کیا بات ہے، میں چاہتا ہوں، لڑکی بھی چاہتی ہے، اس کو کوئی انکار نہیں ہے۔ میں نے پچھوایا ہے کسی کے ذریعے سے۔" پردے کے بڑے سخت ہوتے تھے۔

یوں آپ نے دیکھا اور ایک سیکنڈ کے لئے آنکھیں بند کیں اور پھر کھول کے فرمانے لگے کہ "گھر جاؤ اور شادی کی تیاری کرو۔ یعنی نہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، تم گھر جاؤ اسی وقت، شادی کی تیاری شروع کرو۔ کل تمھارا بیاہ ہے۔"

اب وہ آئے، سو جتن کرے، دل نہ مانے، پیسہ فضول نہ جائے، آخر انہوں نے دل میں کہا کہ بھائی ہے، مجھ سے دھوکا نہیں کرے گا۔ اگر دنیا اسے کہتی ہے کہ بزرگ ہے، تو چلو ہم آزما لیتے ہیں۔

دھندلے سائے ہوئے شام کے جب، تو دیکھا میسنجر (پیغام بر)

Marfat.com

آ رہی ہے۔ پوچھا کیا بات ہے؟ کہا" جی انہوں نے بڑے غور و خوض سے، آج دن بھر اُن کا اسی معاملہ پر گزرا، تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تمام رشتے نامنظور کئے۔ قدوسی اپنا لڑکا ہے، ہم تو قدوسی سے کریں گے۔ آپ قدوسی سے جا کے کہہ دیں کہ کل وہ سادہ سی تقریب میں آجائیں نکاح کے لئے"۔ دوسرے دن نکاح ہوا، چھٹی پائی۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ زیادہ تر مسجد میں رہتے تھے۔ وہابیوں نے کہا۔ بھئی کمال کر دیا۔ ہم تو اندھے تھے، کہا اب بھی اندھے ہی رہو گے۔ یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔ یہ باتیں کسی اور دنیا کی ہیں۔ دہلی میں آپ گورنمنٹ آف انڈیا میں تھے نماز گورنمنٹ آف انڈیا میں (چونکہ میں بھی تھا) اس طرح ہوتی تھی کہ ظہر کی نماز کے وقت آپ چلے جائیں اور نماز پڑھ کے پھر واپس آجائیں۔ آپ اطمینان سے نماز پڑھتے تھے۔ اس کے بعد نوافل کی مزید دو چار رکعتیں پڑھ کے آتے تھے۔ لیکن یہ وقت لیٹ کام کر کے پورا کرتے تھے۔

ان کا ایک افسر انگریز تھا۔ اس نے ایک دن پوچھا کہ انعام الرحمٰن کہاں ہے؟ کہنے لگے کہ نماز پڑھنے گئے ہیں۔ اس نے کہا "میرے پاس ڈیلی گیشن (وفد) آیا ہوا ہے۔ مسجد سے اُس کو بُلا لاؤ۔ اس کو بولو کہ ہم بُلا

Marfat.com

رہے ہیں۔"

چپراسی جب گیا تو انھوں نے کہا کہ "جس کے دربار میں مَیں بیٹھا ہوں، اُس کے آگے تیری حیثیت مکھّی کی بھی نہیں ہے۔ ہم نہیں آ رہے ہیں، ایک یہ، دوسرا اس سے کہو کہ ہم نے نوکری چھوڑ دی ہے، ہم آپ کو استعفیٰ دے دیں گے۔"

چنانچہ اطمینان سے فارغ ہو کر آئے، کرسی پر بیٹھے اور استعفیٰ لکھوا دیا۔ ساتھیوں نے بڑی کوشش کی، لیکن آپ نہیں مانے اور اُٹھ کر گھر آ گئے۔ پھر آپ نے دکان کی تجارت کی۔

ایک دن آپ مال لینے کے لئے دہلی آئے تو تھوک فروش سخت پریشان تھا۔ آپ نے پوچھا "کیا بات ہے اتنا پریشان کیوں ہو؟" کہا "میاں صاحب! کیا بتاؤں، جب بُرے دن آتے ہیں تو انسان کو پتہ ہی نہیں چلتا۔" بعد میں وہ کہنے لگا کہ "میرا چالان ہو گیا ہے، یہاں ایک ہندو مجسٹریٹ ہے جس نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ مسلمان اگر ہے، اس کا اگر قصور نہیں بھی ہے، اسے قید کی سزا سُناتا ہے اور جُرمانہ بھی کرتا ہے۔ آج تک اُس نے کسی مسلمان کو نہیں چھوڑا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ میرا دھرم ہے، میں دھرم کو کیسے چھوڑ دُوں، جرمانہ ہو گیا تو کوئی بات نہیں، لیکن قید، میاں صاحب! آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کتنا سخت ہے۔ ہم آرام کی روٹی کھانے والے

Marfat.com

وہ اگر دو سال کی سزا سنائے، ایک سال کی سنائے، ہم کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔"

فرمایا "ایک کاغذ لے آئیے۔" انہوں نے کاغذ دیا۔ آپ اس پہ لکھتے گئے لکھتے گئے، جب ختم کیا تو جیسے تعویذ ہوتا ہے، اس طرح کاغذ کو تہہ کیا اُسے دے کر کہنے لگے کہ "میاں یہ تعویذ رکھ لو۔ انشاء اللہ کچھ نہیں ہوگا، جب بری ہو جاؤ تو پھر آ کے اس تعویذ کو کھول دینا۔" کہا "اچھا۔" وہ سوچنے لگا کہ یہ دکاندار ہے مال لینے آتا ہے، عجیب آدمی ہے، اپنی ٹانگ اڑاتا ہے کہ ہم بھی کچھ ہیں۔

تاریخ آئی تو وہ سخت پریشان ہوا۔ جب وہاں پہنچا تو استدلال شروع ہوا۔ مجسٹریٹ نے فیصلہ سنایا۔ بری کر دیئے گئے باعزت طور پر، کاپی لے لی اس نے فیصلے کی۔ دکان پہ آیا کہ تعویذ دیکھے، جب تعویذ دیکھتا ہے تو بعینہٖ اس میں لفظ بہ لفظ وہی فیصلہ لکھا تھا، جو مجسٹریٹ نے سنایا تھا۔

یہ شان ہوتی ہے اُن فقراء کی جن کو اللہ تعالیٰ صاحب امر کر دیتے ہیں۔ یعنی یہ حکم نافذ کر سکتے ہیں۔ تو آپ کے بڑے بڑے کمالات ہیں، کہاں آپ اور کہاں کراچی۔ یہاں ایک صاحب تھے، اُس نے آپ کو لکھا "میں کوٹھی بنانا چاہتا ہوں۔"

آپ نے لکھا "تمہارے مکان کے سامنے ایک چھوٹا سا قطعہ

Marfat.com

زمین ہے، وہاں بھینسیں بندھی ہوئی ہیں، وہ تین یا ساڑھے تین مرلے کا ہے تو آپ کے لئے اتنا ہی حکم ہے۔ جب آپ اس سے خریدنے کے لئے کہیں گے تو وہ بخوشی آپ کو دے دے گا۔ آپ خرید لیں اور حکم ہے کہ آپ دو کمرے ڈالیں۔"

چونکہ وہ سر سے پاؤں تک لالچ میں دھنسے ہوئے تھے، پیسہ اُن کے لئے خدا بن گیا تھا اور بیوی ان کی رسول بن چکی تھی، تو انھوں نے وہ خط دبائے رکھا۔ پھر وہ صاحب ایک اور درویش کے پاس چلے گئے، وہ شریعت کے پابند تھے، اُن سے خلافت لے لی، اُن کے مُرشد نے اُن کو بڑا سخت خط لکھا، اس لئے کہ کشف کے ذریعے سے سب کچھ اُن کے سامنے آتا رہا۔

بہر حال میں اُن کے کشف کی کیا بتاؤں، جب اُن کا وصال ہوا پھر ان صاحب نے ٹھیک ٹھاک کوٹھی بنانا شروع کردی۔ اور کوٹھی بنا ڈالی۔ یہ کوئی 1950ء کی بات ہے۔

آپ حیران ہوں گے کہ میں ایک صاحب کے ہاں بیٹھا ہوا تھا، اُن کے بھائی آئے، ساتھ اُن کے ایک درویش بھی تھے۔ مجھے دیکھ کے کہنے لگے "افضل بھائی! السلام علیکم"

میں نے کہا "وعلیکم السلام"۔ پھر انھوں نے کہا "آپ ہمارے مُرشد سے ملیئے"۔ میں نے زیارت کی۔ اچھا آدمی تھا۔ لیکن وہ انھیں

Marfat.com

اس طرح حکم کر رہے تھے جیسے وہ کوئی منشی یا ملازم ہو۔ جب وہ کہنے لگے "رات داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں قیام کرنا ہے"۔ تو وہ کہنے لگے "نہیں نہیں رات قیام نہیں کرنا ہے۔ بس اب چلیں اٹھیں نماز پڑھنی ہے تو آپ پڑھ لیں سفر تو سفر ہے"۔

پھر دو تین دفعہ انہوں نے کوئی بات کہہ دی، تیسری دفعہ تو انہیں جھاڑ ہی دیا۔ وہ بڑے سمجھدار تھے انہوں نے کہا "اچھا اچھا، جیسے آپ کی مرضی"۔

یہ ایک مثال دے رہا ہوں، تو آج کل کے مرید اپنے پیروں کو آگے لگا دیتے ہیں۔ یاد رکھو! فقراء دعا کرتے ہیں۔ ان کو دکھایا جاتا ہے کہ یہ کام ہونا ہے یا نہیں ہونا ہے۔ میں آپ کی تعلیم کے لئے ایک پہلو واضح کر رہا ہوں۔ دو چار دن گزر جانے کے بعد اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے، جیسے کہ خبر مل جاتی ہے کہ پریذیڈنٹ نے فلاں آدمی کو وزیر چن لیا۔ 15 تاریخ کو اس نے حلف اٹھانا ہے، ، تاریخ کو اس کے آدمی ایک بہت بڑا ڈاکہ مارتے ہیں۔ آئی جی کو ڈیپوٹ کیا (بھیجا) جاتا ہے کہ وہ اس ڈاکہ کی تفتیش کرے۔ وہ جب پتہ کرتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص جو وزیر ہونے والا ہے، اس نے بھیجے ہیں، وہ بھی ملا ہوا ہے۔ لہذا اس کو بھی گرفتار کر لیتا ہے اور صدر صاحب کو خفیہ رپورٹ بھی دی جاتی ہے، صدر صاحب اسی وقت

Marfat.com

وزارت سے نااہل قرار دیتے ہیں۔

اب فقیر نے تو اپنا کام کر دیا، ٹھیک ہے۔ اب اس سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا، یا اس نے کسی بندے کو تکلیف پہنچائی تو لہٰذا وہ حکم Automatically (خود بخود) ساقط ہو جاتا ہے۔

Sanction is withdrawn, it is no more in force

(حکم منسوخ، اب یہ نافذ العمل نہیں رہا۔) اکثر اوقات وہ کہتے ہیں کہ پیر نے ایسا کہا تھا 'وہ پورا تو نہیں ہوا۔ تھوڑا سا اگر وہ:

Stretch their imagination on this, involving themselves (اپنی ذات کے حوالے سے، اپنی سوچ کو وسعت دیں) تو بات سمجھ میں آجائے گی۔ کہ فلاں دن میں نے یہ حرکت کی ہے۔

تو یہ میں نے اس لئے کہا کہ آپ کی زندگی میں دو چیزیں پیش آجاتی ہیں، قبل اس کے کہ پیر یا مُرشد کا محاسبہ کریں، انسان ایک نگاہ اپنے اندر ڈالے کہ اس سے کیا گناہِ کبیرہ سرزد ہوا ہے۔ کیا کسی یتیم کا مال کھا گیا ہے، کسی بے گناہ کو قید کروا دیا ہے۔ شراب پی لی ہے۔ کیا ہوئی ایسی چیز جو تجھ سے یہ حق چھینا گیا۔ تو پھر سہولت ہے، کیونکہ انسان پھر انسان ہے۔

چنانچہ آخری دنوں میں آپ نے دکان بھی چھوڑ دی، کیونکہ

Marfat.com

ہندوؤں میں اتنا زور تھا کہ انہوں نے By order (حکم کے ذریعے) ہر ایک ہندو کو منع کر دیا تھا کہ کسی مسلمان کی دکان سے کچھ نہ خریدا جائے۔ بمبئی وغیرہ میں تو نہ تھا، مگر پھر وہاں بھی شروع ہو گیا تھا، جب بکری کوئی نہیں تو پھر آپ نے دکان بند کر کے سارا وقت مسجد میں گزارنا شروع کر دیا۔

آپ کو سانس کی تکلیف تھی۔ جو درویش ہیں ان کی منازل کی ایک حد ایسی بھی آتی ہے جہاں سانس پر بہت دباؤ پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے ضیق النفس (دمہ) کا عارضہ ہو جاتا ہے۔ آپ دیکھ لیں اکثر درویشوں کو سانس کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ سانس کے ہی عارضہ میں جب اٹیک شدید ہوا تو اسی میں آپ جاں بحق ہو گئے، واصل بحق ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات نہایت بلند کرے، اور آج جو کچھ بھی ہم پیش کر رہے ہیں، اوراد، طعام وغیرہ یہ ہر بزرگ کی ایک یاد ہوتی ہے۔ یہ چاول وغیرہ اُن کو تو نہیں جاتے۔ ہم ہی لوگ کھاتے ہیں لیکن وہ یہ خوشبو لے کر، سونگھ کر ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھاتے ہیں۔ پتہ نہیں اس دُعا کے بدلے اللہ تعالیٰ کتنا انعام دیتا ہے۔ کیسی کیسی نعمتیں۔ سوچ ہے، سمجھ ہے۔ جب آپ سمجھنے کے لئے انصاف اور دیانت سے کام لیتے ہیں، تو پھر یہ عُقدے خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

نادر شاہ ایک گڈریئے کا لڑکا تھا، جب مکتب جارہا تھا تو اس نے دیکھا ایک خرقہ پوش دھوپ میں بیٹھے گدڑی اپنی یوں رکھ کے سی رہا ہے۔ نادر شاہ جو ابھی بچہ تھا، نے سوچا کہ اتنی سخت دھوپ ہے، یہ باہر بیٹھا ہوا ہے۔ میں تو روز ہی مکتب جاتا ہوں، آج چھٹی کروں اور اپنی چھتری کھول کے اس پر سایہ کردوں۔

جب اللہ نے کسی کو عزت دینی ہو تو کہتے ہیں کہ 'ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات' (Coming events cast their shadows before) چونکہ اس کو انعام دلوانا تھا، اس کی طبیعت میں اتنی بڑی نیکی ڈال دی اور رحم ڈال دیا، وہ درویش سیتا رہا۔ جب ڈیڑھ دو گھنٹے گزرے تو اس نے سوئی کے اندر سے یوں دیکھا اور کہا۔ "لڑکے تو کون ہے؟ کس کا بیٹا ہے؟"

اس نے کہا "گڈریئے کا بیٹا ہوں۔"

آپ ہنس پڑے۔ فرمانے لگے "یہاں کیا کر رہا ہے؟"

اس نے کہا "میں روز پڑھنے کے لئے مکتب جاتا ہوں، آج آپ کو دھوپ میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو طبیعت جوش میں آگئی۔"

فرمایا "اچھا! کیا جوش تھا؟" اس نے کہا "ہم تو روز مکتب جاتے ہیں، آج میں نے سوچا کہ آپ آرام سے کام کرلیں اور میں چھتری کا سایہ کردوں گا۔"

Marfat.com

جذب میں آگئے، ہاتھ میں سوئی پکڑے کہنے لگے "او لڑکے! تُو نے یہ کیا کہا۔ چل فقیر ایک بخیہ تیرے نام کا بھی لگاتا ہے، چل تجھے بھی بادشاہت دی۔ تُو اپنے وقت میں بادشاہ بنے گا۔ مگر یاد رکھ، تیرے نام کے پیچھے گڈریا ضرور لگے گا۔"

آج تک دیکھ لیں، جو بھی نام لیتا ہے نادر شاہ گڈریا کہتا ہے۔ مؤرخین جو ہیں ویسے گفتگو میں بھی نادر شاہ گڈریا ہی کہتے ہیں۔ وقت کا بادشاہ تھا تو یہ چیز ہے۔ اللہ بھی اداؤں کو پسند کرتا ہے اور ادائیں کون سی؛ محبت اور عشق کی۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے

زہد و تقویٰ پہ نہیں ہوتیں کچھ دعائیں مستجاب
ہیں کچھ وقت خاص، کچھ ادائیں خاص خاص!

ورنہ چالیس چالیس برس رات جاگنے والے ابھی کرم کے منتظر بیٹھے ہوئے ہیں۔

عمر خیام نے ایک گستاخانہ رُباعی اللہ تعالیٰ کی شان میں لکھی، جونہی لکھی، ایک جھٹکا لگا اور لقوہ ہو گیا۔ وہ ان کی رباعیات میں موجود ہیں۔ فوراً دوسری لکھی جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔ لکھتا ہے کہ:

"میں تو تجھے بہت بلند سمجھتا تھا، خدا ہی سمجھا تھا، آج پتہ چلا کہ تیرا دل تو مجھ سے بھی چھوٹا ہے کہ ذرا سی بات پہ انتقام لے لیا۔ میں تو کمزور ہوں، یہ کون سے کمال کی بات ہے۔"

Marfat.com

اسی وقت دوسرا جھٹکا لگا، بالکل اسی طرح سیدھا ہو گیا جیسے کبھی لقوہ لگا ہی نہیں تھا۔ ایک ادا سے اپنا معاملہ سیدھا کر دیا، لیکن اس گستاخی کو کرنے کے لئے ضد بھی ایک حد تک ہونی چاہیئے۔ ایک شریعت کا پیرو کار کبھی یہ جرأت نہیں کرتا۔

عزیزانِ من! درویشوں کے پاس انسان اللہ کی طرف جانے کے لئے جا کر کہہ دے گا کہ اپنے آپ کو Annihilate (نیست و نابود) کرنا ہے، اپنی ہستی مٹانا ہے۔ کہتا ہے "مٹا دیا" وہ کہتا ہے "میں بناتا ہوں"

پھر وہ اپنے مرید کو ایک نئے سانچے میں ڈھالتا ہے، اس کی ایک نئی تصویر بناتا ہے۔ اس عمل کے دوران مرید کی دنیا ٹوٹتی ہے، بنتی ہے۔ اُسے خود نہیں پتہ کہ لوگ پاس بیٹھتے ہیں تو اسے سکون ملتا ہے۔ لوگوں کا دل نہیں کرتا اُٹھنے کو۔ لوگوں کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ یہ بات کیا ہے۔

بات یہ ہے کہ رب کریم نے اپنا نور ڈال دیا اس میں، نور کھینچ رہا ہے۔ یعنی مقناطیس لگا ہوا ہے۔ آپ اگر لوہے کو مقناطیس کے پاس لائیں تو وہ کھینچنے لگے گا اور جھٹکے لگنے لگیں گے۔ اگر لوہا وغیرہ نہیں تو مقناطیس نے کیا کرنا ہے۔"

اب جو بازار چل رہا ہے، اس کو پریڈ نہیں کر والتے، ہم اسے

Marfat.com

ان کو بے وقت اردگرد آجاتے ہیں۔ ایک حصہ پڑا رہ جاتا ہے۔ اس لئے عزیزانِ من! فقیر سے کشف و کرامات مت مانگو۔ اس کے کشف کو کچھ مت کہو۔ اس کا وجود ہی سارا کشف و کرامات ہے۔ تم بیج ہو کر جاؤ تاکہ وہ تم میں بیج ڈال دے۔ جو خود ہی کاملین بن کے جاتا ہے، فقیر کے پاس ـــــ وہ فقیر کو اس سے کیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گُلِ گلزار ہوتا ہے

ہم نے نہیں دیکھا کہ زمین کے اوپر اگر دانہ رکھا تو پھول لگے، زمین کا پیٹ چاک کیا جاتا ہے۔ پھر دانے کو پوری طرح ـــ یعنی

Very carefully, because crude way destroys it

(بڑی احتیاط سے، کیونکہ بے احتیاطی اسے تباہ کر دیتی ہے) پھر اس کے اوپر ہل چلاتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ایسی ہستی ہو جاتی ہے جب خاک میں حل ہوتا ہے تو پھر گُل و گلزار بن جاتا ہے۔ یعنی اس کے بغیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نباتات، حیوانات، یعنی ساری مخلوق کو زندہ رکھنے اور پروان چڑھانے کے لئے ایک پروسس (ترتیب و اعمل) مقرر کیا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

Marfat.com

Marfat.com